Regd No. C.C. 67

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

جلد ۶ | ۱۸ ر وفا ۱۳۳۶ ہش | ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۷۶ھ | ۱۸ جولائی ۱۹۵۷ء | نمبر ۲۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ - ۱۵ جولائی - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے البتہ حضور کچھ تکان محسوس فرماتے ہیں
احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

اخبار احمدیہ

ربوہ - ۱۳ جولائی - حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج اطلاع ملی ہے کہ ہلکی سی حرارت اب بھی ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ دردِ نقرس اور اعصابی بے چینی بھی ہے - احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں-

سیدہ ام مظفر صاحبہ کی طبیعت تا حال ناساز ہے ٹانگ اور کمر میں درد ہے اور گھبراہٹ بہت ہے - احباب دعائے صحت فرمائیں:

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بعارضہ شدید کالی کھانسی بیمار ہیں - احباب دعائے صحت فرمائیں

قادیان - ۱۷ جولائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب معہ اہل وعیال بخیریت ہیں - الحمد للہ

حضرت بھائی چوہدری عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ

کی یاد میں

از مکرم چودھری عبدالقدیر صاحب واقفِ زندگی قادیان

محترم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی تاروں سے قادیان میں یہ افسوسناک خبر پہنچی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی اور بلند پایہ صحابی، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے شاگردِ خاص، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد صاحبزادگان کے اتالیق، حکیم صوفی، درویش، صاحبِ الہام وکشوف حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی منہم من قضیٰ نحبہ کے مصداق بن کر مولا حقیقی کے حضور پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت بھائی جی سکھ قوم سے اسلام واحمدیت میں داخل ہوئے - آپ کا سابق نام جگت سنگھ - آبائی وطن سرسنگھ ضلع امرتسر اور آپ کا تعلق زمینداروں کے ڈھلوں خاندان سے تھا - ابتدائی تعلیم قریبی مدرسہ میں حاصل کی - اور عنفوانِ شباب میں فوج میں بھرتی ہو گئے - آپ کی شادی بھی ہو گئی - فوج میں آپ کو سردار فضل حق صاحب مرحوم کے ذریعہ پیغامِ اسلام پہنچا - چنانچہ آپ دل سے اسلام کی طرف مائل ہو گئے - اور اسی روز سے اوامر اسلام پر عامل اور نواہی سے پرہیز فرمانے لگے - اس وجہ سے آپ کو اذیت بھی پہنچائی گئی - بالآخر آپ نے فوج کی نوکری چھوڑ دی - اور ۱۸۹۴ء میں قادیان تشریف لے آئے - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے سپرد تعلیم وتربیت کے لئے فرمایا - حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی شاگردی میں آپ نے قرآن مجید احادیث اور طب پڑھی - آپ ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے - ازاں بعد آپ کو بورڈنگ میں ٹیوٹر اور پھر مدرس بھی مقرر کیا گیا - آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد صاحبزادگان کا استاد ہونے کا شرف حاصل ہوا - پھر آپ عرصہ تک حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے بچگان کے اتالیق بھی رہے - اور ۱۹۴۷ء سے قبل ہی ملازمت سے ریٹائر ہوئے

فسادات کے بعد مئی ۱۹۴۸ء میں آپ قادیان تشریف لائے اور یہاں پر بطور ناظر تعلیم وتربیت کام کرتے رہے مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی رخصت یا غیر موجودگی میں قائمقام ناظر اعلیٰ وامیر مقامی بھی آپ ہی ہوتے - ۱۹۵۲ء کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا - اس کے بعد جولائی ۱۹۵۲ء تک آپ قادیان میں رہے - اس عرصہ میں خوش قسمت درویشان کو آپ کی تیمارداری اور خدمت کا موقعہ ملا - جولائی ۱۹۵۲ء سے تا وقتِ وفات آپ ربوہ میں مقیم رہے اور ۷ جون ۱۹۵۷ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے - اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرماوے - اور پسماندگان کو صبرِ جمیل اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے - آمین -

حضرت بھائی جی کی دو شادیاں ہوئیں ایک قبولیتِ اسلام سے قبل اور ایک بعد - پہلی شادی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی - دوسری اہلیہ کے بطن سے پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے - لڑکے کا نام میجر ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ہے - جو سرکاری ملازم ہیں - تمام لڑکیاں شادی شدہ ہیں - محترم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب اور مکرم مولوی فضل الدین صاحب وکیل آپ کے دامادوں میں سے ہیں -

حضرت بھائی جی ہر قسم کی تحریکاتِ سلسلہ میں پورا حصہ لیتے تھے - اور آپ چندہ جات باقاعدہ اور باشرح ادا فرماتے تھے - آپ کی وصیت ۱/۴ کی تھی -

آپ صاحبِ رؤیا وکشوف والہام تھے اور مستجاب الدعوات تھے - کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ ادھر آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع ملی - اور ادھر وہ بات پوری ہو گئی - یا ادھر آپ نے دعا فرمائی اور ادھر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی - آپ عبادت نہایت خشوع وخضوع وحضورِ قلب سے فرماتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں ہیں - بیمار ہونے سے قبل نماز باجماعت ادا کرنے کی پوری سعی فرماتے - حاجتمندوں کی حاجت روائی اور غرباء ومساکین کی امداد بوقتِ ضرورت فرماتے رہتے - اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حساب دیا اور آپ نے بھی اس کی راہ میں اس کی رضا کی خاطر اسی طرح کھلے دل سے خرچ کیا -

آپ میں عُجب در ریا نام تک کو نہ تھا

قادیان میں جماعت احمدیہ کا چھیاسٹھواں

سالانہ جلسہ ۱۹۵۷ء

۶-۷-۸ اکتوبر کو منعقد ہو گا

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا چھیاسٹھواں سالانہ جلسہ ۶-۷-۸ اکتوبر کو یعنی دسہرہ کی تاریخوں کے مطابق منعقد ہو گا - جملہ پریذیڈنٹ وامراء صاحبان اور مبلغین سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر تحریک کریں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع سے مستفید ہونے کیلئے قادیان تشریف لائیں

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

آپ ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھتے۔ الگ تھلگ اور گوشۂ تنہائی میں رہنا پسند کرتے۔ نمایاں ہونے سے کوسوں دور بھاگتے۔ سٹیج کا ٹکٹ آپ کو جبراً دیا جاتا لیکن آپ بالعموم عوام میں اپنی ذاتی لئے بیٹھے رہتے۔ گویا آپ کی زندگی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی آئینہ دار تھی۔

مالی ورد نیا نبد کفالی کسای،

خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کی بے حد عزت فرماتے۔ اور دوسرے احباب کو بھی ان کی زیادہ سے زیادہ عزت کی تلقین فرماتے۔ آپ فرماتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم پر اتنے احسانات ہیں کہ ہم ساری عمر اس خاندان کی خدمت کرتے رہیں تو بھی ان کا اترنا ممکن نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ذکر بھی بڑی محبت سے کرتے اور فرماتے کہ جس محبت اور پیار سے آپ کی تعلیم و تربیت حضورؓ نے فرمائی۔ اس کی مثالیں دنیا میں بہت خال ملیں گی۔ فرماتے جب میں پڑھتے پڑھتے تھک جاتا۔ تو آپ فرماتے عبدالرحیم بہت جاؤ اب میں پڑھتا ہوں۔ تم سنتے جاؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ذکر فرماتے وقت آپ کے توکل کے متعدد واقعات ... کر ہمیں نصیحت فرمایا کرتے کہ اصل تعلق خدا سے پیدا کرو تو تب ہی زندگی کا لطف آتا ہے۔ آپ کا اپنا توکل کا مقام بھی بہت بلند تھا۔ آپ کی ضروریات کا انتظام بھی کئی دفعہ معجزانہ طور پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ دھرم سالہ قادیان اور ربوہ کے مکانات کی تعمیر اس کی واضح مثالیں ہیں

قادیان میں آکر بھی درس و تدریس کا سلسلہ آپ نے جاری رکھا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ نے آپ سے احادیث کی کتب۔ طب اور فارسی پڑھی۔ اور خاکسار کو بھی آپ سے قرآن مجید باترجمہ پڑھنے اور حدیث بخاری باترجمہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ الحمدللہ

قادیان سے ربوہ جا کر مقدس مرکز اور درویشان قادیان کی یاد آپ کو برابر تڑپاتی رہی جس کا اظہار آپ قادیان سے جانے والے ہر درویش سے فرماتے۔ اور درویشان کے لئے دعا فرماتے رہتے۔

حضرت بھائی جی ان بلند پایہ بزرگان میں سے تھے کہ جن کو نماز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امام بننے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

ان چند سطور کے بعد حضرت بھائی جی مرحوم کے بارہ میں حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی کا نوٹ مطبوعہ الفضل مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۷ء درج کیا جاتا ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب نے بالتزام سالت کے تحریر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت کاملہ اور درازی عمر عطا کرے آمین۔ آپ فرماتے ہیں :-

"حضرت بھائی پر بادری عبدالرحیم صاحب کل بروز عید ساڑھے نو بجے صبح وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت بھائی صاحب کی ... سے ... صاحب فراش تھے ... تاہم صحت عموماً اچھی رہتی تھی۔ البتہ چند ماہ سے ... بستر کے بڑھ جانے ... اور ... کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہو گئی تھی۔ اور ضعف دن بدن بڑھ رہا تھا۔ حتیٰ کہ آخری دو تین دن قریباً نیم بے ہوشی کی حالت میں گذارے

حضرت بھائی صاحب مرحوم کو بہت ہی خصوصیات حاصل تھیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھ مذہب سے نکال کر اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔ دوسرے یہ کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شناخت کرنے اور احمدیت قبول کرنے کی سعادت بھی پائی۔ تیسرے یہ کہ نہ صرف اسلام اور احمدیت کو قبول کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی لمبی صحبت کا موقعہ میسر آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب نصیب ہوا۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم اور عمل کی نعمت سے بھی نوازا۔ اور ان کے ذریعہ بہت سے نوجوانوں نے دینی علم حاصل کرنے اور تقویٰ پر قائم ہونے کی سعادت پائی۔ پانچویں یہ کہ حضرت بھائی صاحب صاحب الہام و کشوف بھی تھے۔ اور بعد عا کی تحریک پر ان پر عموماً اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت جلد انکشاف ہو جایا کرتا تھا۔ چھٹے یہ کہ خلافت ثانیہ کا بھی لمبا دور پایا۔ اور بالآخر قادیان میں کئی سال تک درویشی کی زندگی بھی نصیب ہوئی۔ اور آخر میں اللہ تعالیٰ انہیں وفات کے قریب ربوہ لے آیا۔ اور ایسا اتفاق ہوا کہ جنازہ کے وقت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ربوہ میں موجود تھے اور حضور نے ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حضرت بھائی صاحب مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص میں دفن کئے گئے۔ یہ سب خصوصیات غیر معمولی رنگ رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشفقانہ نعمت اور خاص ذرہ نوازی کی دلیل ہیں۔ کہ سکھ مذہب سے نکال کر کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت بھائی صاحب مرحوم ۱۸۹۰ء میں مسلمان ہو کر قادیان آ گئے تھے۔ اور اس وقت ان کی عمر غالباً ۲۱ سال کی تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے دل میں اسلام کی چنگاری پیدا کی تو فوجی ملازمت چھوڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں پہنچ گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے انہیں اپنی شاگردی سے نوازا۔

گذشتہ ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خاص کارکن بڑی سرعت کے ساتھ فوت ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی جگہ لینے کے لئے احمدیت کا نوجوان طبقہ آگے آنے کے لئے کیا کوشش کر رہا ہے اور ترقی کرنے والی قوموں کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ صفِ اول کے ساتھ ساتھ صفِ دوم کا بھی انتظام رکھا کرتی ہے۔ تاکہ صفِ اول کے بزرگوں کے گذرنے پر صفِ دوم کے نوجوان ان کی جگہ لے سکیں) اور جماعت کی ترقی میں کوئی رخنہ نہ پیدا ہو۔ پس میں اس موقعہ پر بڑے دردمند دل کے ساتھ اپنے نوجوان عزیزوں کو تحریک کرتا اور ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صفِ اول کے خلا کو پُر کرنے کے لئے اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کریں جو زندہ الٰہی جماعتوں کا طرۂ امتیاز ہیں۔ یعنی فرائض کے علاوہ نفلی عبادات پر بھی زور دیں۔ ذکر الٰہی اور تسبیح و تحمید میں شغف پیدا کریں۔ اور اپنے دلوں میں تقویٰ کا درخت لگا کر اپنے قلوب کے دامن کو خدا کی رحمت کے ساتھ وابستہ کر دیں۔ حتیٰ کہ الٰہی رحمت جوش میں آکر انہیں اپنے انوار کا مہبط بنا لے۔ مجھے خوشی ہے کہ کچھ عرصہ سے کافی احمدی نوجوانوں میں اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے مگر ابھی تک احمدیت کی صفِ دوم اتنی بیدار نہیں ہوئی کہ وہ صفِ اول کی جگہ لے سکے۔ اور ان کا وجود بھٹکتی روحوں کے لئے شمعِ ہدایت اور سہارے کا کام دے۔ پس نوجوانوں کو چاہیے کہ خصوصاً اس طرف خاص توجہ دیں۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا ہر پچھلا قدم ہر پہلے قدم سے آگے نہ بڑھے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو ٭

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد
ربوہ ۱۰/۷/۵۷

آخر میں مَیں تمام نوجوان بھائیوں کی خدمت میں مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس خلا کو جو ان بزرگان کے یکے بعد دیگرے انتقال کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے پورا کرنے کی اسلام کے تمام احکام پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے ہوئے اور نوافل عبادت الٰہی و خدمتِ خلق کے ذریعہ تعلق باللہ قائم کر کے کوشش کریں۔ کہ جس کے لئے مخدومی المکرم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی نے اپنے نوٹ مندرجہ بالا میں ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

امتحان کتب خلافت

کے بارہ میں
جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے ضروری اعلان

قبل ازیں اخبار بدر میں چند بار اعلان کیا گیا تھا کہ ہندوستان میں ۲۱ جولائی کی مقررہ تاریخ کے بعد امتحان کی کوئی اور تاریخ مقرر کئے جانے کی درخواست حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں کی گئی ہے

مگر نظارت کی اس درخواست پر حضرت اقدس نے امتحان کی مقررہ تاریخ میں التواء کی منظوری نہیں فرمائی

لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جن جماعتوں کو بروقت کتابیں اور پرچے مرکز قادیان کی طرف سے پہنچ جاویں وہ مقررہ تاریخ پر امتحان میں شریک ہو جائیں اس کے مطابق جن جماعتوں نے کتب منگوائی ہیں اور امتحان میں شریک ہونے والوں کی فہرستیں بھیج دی ہیں۔ دفتر ہذا کی طرف سے ایسی جماعتوں کو سوالات کے پرچے بھیجے جا رہے ہیں وہ اپنے یہاں امتحان کا اہتمام کر کے جواب کے پرچے دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

درخواستہائے دعا :- میرا بھانجہ مولوی احمد علی صاحب صادق ربوہ میں شدید بخار سے بیمار ہیں احباب کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔ (محمد حفیظ بقا پوری)

میری اہلیہ اٹاوہ میں سخت بیمار ہیں کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائی جائے۔ مرزا محمود احمد درویش

ایک مخلصانہ تبصرہ

اُن کے عقائد اور ہمارے اعمال

جماعت احمدیہ اور اشاعتِ اسلام کی سرگرمی

"کاش ان لوگوں کے عقاید ہمارے جیسے ہوتے"؟ (مولانا عبد الماجد دریابادی)

از جناب مولانا ابوالوفا صاحب فاضل جالندھری پرنسپل جامعہ احمدیہ - ربوہ

مولانا عبد الماجد صاحب مدیر صدق جدید لکھنؤ نے مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی - اے کی کتاب "تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک" پر ان الفاظ میں ریویو فرمایا ہے :-

"احمدیہ جماعت قادیان اپنے رنگ میں جو خدمت تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کر رہی ہے یہ رسالہ اس کا پورا مرقع ہے جماعت کے مشن یورپ، امریکہ، مغربی افریقہ، مشرقی افریقہ، ماریشس، انڈونیشیا، نائجیریا اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے مختلف مقامات میں قائم ہیں۔ ان سب کی فہرست اور ان کی کارگذاریاں - ان کے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت انگریزی، فرنچ - جرمن - ڈچ - اسپینی - فارسی، برمی - ملایا - تامل - ملیالم - مرہٹی، گجراتی - ہندی اور اردو زبان میں - ان کی مسجدوں اور ان کے اخبارات و رسائل کی فہرست اور اسی قسم کی دوسری سرگرمیوں کا ذکر ان صفحات میں نظر آجائیگا - اور ہم لوگوں کے لئے جو اپنی کثرتِ تعداد پر نازاں ہیں ایک تازیانۂ غیرت کا کام دیگا

کاش! ان لوگوں کے عقائد ہمارے جیسے ہوتے اور ہم لوگوں کی سرگرمیٔ عمل انہی کی جیسی۔"

(۷ جون ۱۹۵۷ء)

ہم نہیں کہہ سکتے کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں ہمارے دوسرے بھائیوں کے لئے جو تعداد، سرمایہ اور علماء کے لحاظ سے ہم سے ہزاروں گنا زیادہ ہیں "تازیانۂ غیرت کا کام" دیں گی یا نہیں لیکن یہ ضرور سچ ہے کہ مولانا عبد الماجد ایسے منصف مزاج اہلِ قلم کا فقرہ :-

"کاش ان لوگوں کے عقائد ہمارے جیسے ہوتے"

ہمارے لئے "تازیانۂ غور و فکر" کا کام دے گیا ہے۔ ہم نے جس وقت سے مولانا کا دل سے نکلا ہوا یہ فقرہ پڑھا ہے ہم غور و فکر کر رہے ہیں کہ جناب مولانا کا اشارہ کن عقائد کی طرف ہے؟ عقیدہ دل کی گہرائیوں میں پختہ خیال کا نام ہے - عقیدہ ایک مخفی درخت ہے جس کا پھل وہ اعمال ہوتے ہیں جو اس صاحب عقیدہ سے صادر ہوتے ہیں - مندرجہ بالا تبصرہ میں جماعت احمدیہ کے عقائد کے پھل اور ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کے عقائد کے پھل کا ذکر کرنے کے بعد مولانا دریابادی نے بڑی حسرت اور ہمدردی سے فرمایا ہے "کاش ان لوگوں کے عقائد ہمارے جیسے ہوتے"

میں گہری سوچ میں ہوں کہ مولانا جیسا سنجیدہ صاحبِ قلم ہم سے کن عقائد میں تبدیلی یا ترمیم کا خواہاں ہے؟ ہمارے عقائد جن میں ہم عام مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں یہ ہیں

(اوّل) ہم اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کو جاری مانتے ہیں اس کی طرف سے سلسلۂ الہام کو جاری یقین کرتے ہیں ہمارے نزدیک آج بھی متبعین قرآن مجید کیلئے بارگاہ رب العزت سے شرفِ مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ امورِ غیبیہ پر اطلاع مل سکتی ہے گویا ہم زندہ خدا کے محبت بھرے کلام کو ہستی باری تعالیٰ، قرآن مجید، اسلام، اور حضرت نبی کریم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت یقین کرتے ہیں آج بھی اسے جاری یقین کرتے ہیں اور رہتی دنیا تک اسے جاری مانتے ہیں۔

(دوم) دوسرا اختلاف ہمارا عام مسلمانوں سے قرآن مجید میں منسوخ آیات کے بارے میں ہے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید دائمی اور عالمگیر شریعتِ کاملہ ہے ہمارے اس اعتقاد کے مقابل پر عام علماء بیسیوں یا سینکڑوں آیات کو منسوخ ٹھہراتے ہیں جس سے بابیوں اور بہائیوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اب سارا قرآن مجید ہی منسوخ ہے۔ مگر ہم قرآن پاک کے ایک شوشہ کو منسوخ نہیں مانتے -

(سوم) ہمارے عقیدہ کے رو سے جسمانی وجود کے لحاظ سے جملہ انبیاء وفات پا چکے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔ فوت شدہ انبیاء میں سے جسمانی طور پر کوئی نبی دوبارہ نہیں آسکتا - البتہ ان کے نام پر اور ان کی خو بُو پر انسان آسکتے ہیں مگر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ منقبت بھی صرف امت محمدیہ سے مخصوص ہو گئی - اب باقی نبیوں کے ذریعہ اور ان کی پیروی کے نتیجہ میں روحانی نعمتوں کے پانے کے دروازے بند ہو چکے ہیں اب تمام انعاماتِ الٰہیہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مل سکتے ہیں اور سب نعمتیں آپ کی پیروی کی شرط سے وابستہ ہیں اس لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ امت محمدیہ کو قرآنی اشارات اور حدیثی تصریحات میں جس مسیح موعود کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ خود عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ اسی امت مرحومہ کا کوئی فرد ہے جو باتباعِ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مسیحیت کے مقام کو پالنے والا ہے عام مسلمان آنے والے مسیح کو نبی اللہ مانتے ہیں - ہم ان سے اس حد تک متفق ہیں کہ آنے والے مسیح موعود کی نبوت غیر تشریعی ہے اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی ہے مستقل، تشریعی، اور براہِ راست نبوت نہیں ہے۔ کیونکہ خاتمیت محمدیہ کے ذریعہ سے بجز ظلی اور امتی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔

(چہارم) عام مسلمانوں سے ہمارا چوتھا اختلافی عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد - امت کے مہدی و مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہو چکے ہیں اور وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں، دوسرے لوگ ہنوز مسیح موعود کی انتظار میں ہیں اور نہ معلوم کب تک انتظار کرتے چلے جائیں گے - چونکہ مسیح موعود کی بعثت اشاعتِ اسلام کیلئے ہے - قرآنی غلبہ کے اظہار کیلئے ہے - حضرت سید المرسلین کی فضیلت کے نمایاں کرنے کیلئے ہے تاکہ لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو جائے اس لئے حضرت مسیح موعود کے ماننے والی جماعت یعنی جماعت احمدیہ اشاعتِ اسلام کو اپنا نصب العین سمجھتی ہے اور ہر طرح سے اس کے لئے کوشاں رہتی ہے جس کا ایک نمونہ اس رسالہ میں پیش کیا گیا ہے - جس پر مسطورہ بالا میں مولانا عبد الماجد صاحب نے تبصرہ فرمایا ہے

بھائیو! ہمارے یہ عقاید ہیں جن میں ہم موجودہ عامۃ المسلمین سے اختلاف کرتے ہیں - اس اختلاف کیلئے ہمارے پاس قرآن مجید کی نصوصِ صریحہ موجود ہیں۔ احادیث نبویہ کی تائید ہمیں حاصل ہے - عقلِ انسانی ہمارے حق میں ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہی عقاید ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں احمدی جماعت کے اندر اقامتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے غیر معمولی عزم پیدا کر دیا ہے اور انہیں ہر قربانی پر آمادہ کر رکھا ہے ان کے غریب پیٹ کاٹ کر چندہ دیتے ہیں، ان کے نوجوان دنیوی امنگوں پر لات مار کر دور دراز علاقوں میں تن تنہا دین کی تبلیغ کیلئے نکل کھڑے ہوتے ہیں - پھر ان عقائد ہی کی برکت ہے کہ وہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں غالب آتے ہیں ورنہ آپ خود ہی سوچ لیں کہ اس وقت کی الحاد اور دہریت کی دنیا کے سامنے غیر متکلم خدا کو پیش کرنے سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ آئین کے متوالوں اور بال کی کھال اتارنے والے قانون دانوں کے سامنے قرآن مجید کی منسوخ آیات کے عقیدہ سے کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے - حضرت مسیح کو ابن اللہ اور آسمانوں پر زندہ ماننے والے پادریوں کے سامنے حیاتِ مسیح ناصری کا عقیدہ پیش کرنے سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ مسیح کی آمدِ ثانی اور مسلمانوں کیلئے نجات دہندہ ہونے کے عقیدہ کی صورت میں دنیا کو کس طرح یقین دلایا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل نبی ہیں - آپ کے فیوض و برکات آج بھی جاری ہیں اور درحقیقت آپ ہی کامل روحانی زندہ نبی ہیں؟!

میں کوئی مجادلہ یا مباحثہ نہیں کر رہا بلکہ اس درد بھری پکار "کاش ان لوگوں کے عقاید ہمارے جیسے ہوتے" کا مخلصانہ اور درد بھرا جواب پیش کر رہا ہوں - آپ کو واقعی افسوس ہے اور ہم اس افسوس میں آپ کے شریک ہیں کہ کروڑوں مسلمان، مالدار مسلمان، اہلِ علم مسلمان، جذبۂ اشاعتِ اسلام سے یکسر محروم ہیں اور بے حس و حرکت پڑے ہیں۔ مگر آپ غور نہیں فرماتے کہ وہ کیا تبلیغ کریں - کن عقاید کو اور کیونکر پیش کریں -

آج دنیا **دلیل و برہان** کی دنیا ہے - آج ہر دعوے پر ثبوت کا مطالبہ ہوتا ہے اور ہر عقیدہ کو عقل کے ترازو سے تولا جاتا ہے - مگر آپ ہی خدا لگتی کہیں کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشر ماننے کے ساتھ ساتھ انہیں دو ہزار سال سے آسمانوں پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ ماننا اپنے اندر کچھ بھی معقولیت رکھتا ہے؟ کیا معقولیت پسند دنیا اسے قبول کر سکتی ہے؟

پھر میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید کو سب الہامی کتابوں سے افضل قرار دیتے ہوئے اس میں بیسیوں منسوخ آیات ماننا دلیل و برہان کے کس ترازو میں ٹھیک بیٹھ سکتا ہے - کیا ایسی "مشتبہ کتاب" کو دورِ حاضر کی دنیا میں سب سے برتر صحیفہ اور دائمی شریعت کے طور پر منوایا جا سکتا ہے؟ مجھے عرض کرنے دیجیئے کہ الہام و وحی کے دروازہ کو کلیتہً بند قرار دیکر عام مسلمان روحانیت کے لئے پیاسی دنیا کے لئے کونسا پُر امید پیغام لے کر جائیں گے اور اسے کس طرح یقین دلائیں گے کہ اسلام کا زندہ خدا آج بھی اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان سے پیار و محبت کا کلام کرتا ہے

بقیہ ص۸ پر

خطبہ عید الاضحیہ

عید الاضحیہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ قومی زندگی قربانیوں کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی

وہی قوم ترقی کرتی ہے جو خدا تعالیٰ کے وعدوں کو اپنے سامنے رکھے اور دنیا کو قربانی، اخلاق اور محبت کا سبق دے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۵۲ء بمقام ناصر آباد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ جون ۵۷ء کو چونکہ ناسازی طبع کی وجہ سے کوئی خطبہ ارشاد نہیں فرمایا اس لئے اس ہفتہ حضور کا ایک پرانا غیر مطبوعہ خطبہ الفضل سے نقل کر کے احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے یہ خطبہ حضور نے ۱۰ اگست ۵۲ء کو عید الاضحیہ کی تقریب سعید پر ناصر آباد (سندھ) میں پڑھا تھا۔

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ عید ہمیں اس بات کا

سبق دیتی ہے

کہ کس طرح قربانیوں سے قومیں بنتی ہیں اور کس طرح عیاشیوں سے قومیں مرتی ہیں۔ جس طرح موت ایک ایسی چیز ہے جو ہر انسان پر آتی ہے مگر پھر بھی لوگ اسے یاد نہیں رکھتے اسی طرح قومی تباہی بھی ایسی چیز ہے جو ہر قوم پر آتی ہے مگر پھر بھی کوئی قوم اسے یاد نہیں رکھتی۔ یہ ایسا سبق ہے جسے آج تک کبھی کسی نے یاد نہیں رکھا

اس کی مثال

بالکل ایسی ہی ہے جیسے بھیڑوں میں ہے جب اگلی بھیڑ کوئی کام کرے تو دوسری بھیڑ بھی وہی کام کرنے لگتی ہے جو پہلی نے کیا ہوتا ہے اگر آگے گڑھا ہو اور پہلی بھیڑ اس میں گر جائے تو دوسری بھی اسی میں گرتی ہے اور تیسری بھی اس میں گرتی ہے۔ یہاں تک کہ چرواہا انہیں ہٹائے تو ہٹتی ہیں ورنہ اسی میں گرتی چلی جاتی ہیں۔ علم حیوانات کے ماہرین نے ایک دفعہ تجربہ کر کے دیکھا کہ بھیڑوں کے گلے کے آگے دو آدمی ایک رسی پکڑ کر بیٹھ گئے اور گیارہ انچ انہوں نے اس رسی کو اونچا رکھا۔ جب بھیڑیں وہاں پہنچیں تو پہلی بھیڑ کودی۔ پھر دوسری کودی اور اس کے بعد تیسری کودی۔ دو تین بھیڑوں کے کودنے کے بعد انہوں نے رسی ہٹا لی مگر ہزار بھیڑ اسی طرح کودتی چلی گئی جب بھی کوئی بھیڑ وہاں پہنچتی تو وہ کود کر اس جگہ سے گذرتی گویا اپنے خیال کے نتیجہ میں وہ ایسی اندھی ہو جاتی ہیں کہ دیکھتی ہی نہیں کہ واقعہ کیا ہے

یہی حال قوموں کا نظر آتا ہے

جب کوئی قوم غریب ہوتی ہے۔ ناتوان ہوتی ہے کمزور ہوتی ہے اور اس کے افراد دولتمند قوموں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے بڑے بڑے محلات بنائے ہوئے ہیں بڑے بڑے تکلفات کے سامان ان میں موجود ہیں آٹھ آٹھ دس دس نوکر ایک ایک شخص کے ہیں انہوں نے وردیاں پہنی ہوئی ہیں۔ پیٹیاں باندھی ہوئی ہیں اور جب وہ گھر کے دروازہ پر پہنچتا ہے تو نوکر اسے سلام کر کے بڑی عزت کے ساتھ بٹھاتے اور اس کی خدمت کیلئے آگے پیچھے دوڑتے ہیں تو بجائے یہ خیال کرنے کے کہ یہ قوم تباہی کی طرف جا رہی ہے دیکھنے والا دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اگر مجھے دولت ملی تو میں بھی اسی طرح کرونگا۔ وہ دیکھتا نہیں کہ یہ اس قوم کی

موت کی علامت ہے

جب قومیں مرنے لگتی ہیں تو اسی طرح کرتی ہیں اور اگر وہ اس طرح نہ کریں تو مریں کیوں۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ توبہ کرے اور کہے کہ یہ مرنے لگے ہیں اور خدا کا شکر کرے کہ اب ان کی گدی پر بیٹھنے کیلئے میری باری آئی ہے وہ انہی کی نقل کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے اور اس طرح خود بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ پہلے انگریز آئے تو وائسرائے تک کی تنخواہ ہزار روپیہ ہوتی مگر اب ڈپٹی کمشنر کی تنخواہ تین ہزار روپیہ ہو گئی تھی۔ اسی طرح انگلستان سے جو سپاہی آئے ان کو صرف تین روپیہ ہفتہ کے ملتے تھے یعنی بارہ روپیہ ماہوار۔ سارے ہندوستانی سپاہی کی تنخواہ بعد میں اس سے زیادہ ہو گئی تھی یعنی آج سے

پندرہ سولہ سال پہلے

اسے اٹھارہ روپے ماہوار ملتے تھے مگر وہ چھ ہزار میل سے اپنا وطن چھوڑ کر آتا اور اسے تین روپیہ ایک ہفتہ کے ملتے اور وہ بھی یکمشت نہیں بلکہ ایک روپیہ ہفتہ وار ملتا اور دو روپے سرکاری خزانہ میں جمع رکھے جاتے اور کہا جاتا کہ یہ روپیہ اس لئے جمع کیا جا رہا ہے تاکہ جب تم واپس جاؤ تو اپنے بیوی بچوں کیلئے لے جاؤ۔ مگر اس وقت ساری دنیا میں انگریز پھیلتے چلے جاتے تھے ان میں دلیری بھی تھی۔ طاقت بھی تھی ہمت بھی تھی مگر جب دولت آئی اور ترقی پیدا ہوا تو ان کی

تنخواہیں بڑھنی شروع ہوئیں

اور یا تو پہلے انگریز گھوڑے پر سوار ہو کر سارا سارا دن دھوپ میں پھرتا رہتا تھا اور اس کے ماتحت اسے کہتے تھے کہ صاحب کچھ آرام بھی کر لیجئے اور یا پھر ڈاک بنگلے بن گئے جن میں وہ اترا کرتے۔ اب سارا دن پنکھے چل رہے ہیں۔ برفیں آ رہی ہیں۔ شرابیں پی جا رہی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں ہمت نہ رہی اور ہندوستانیوں نے انگریزوں کو دھکے دے کر نکال دیا۔ گاندھی جی نے اعلان کیا تھا کہ اگر تم سارے ہندوستانی اکٹھے ہو جاؤ تو تم ان لوگوں کو جبراً یہاں سے نکال سکتے ہو اور سمندر سے پرے دھکیل سکتے ہو۔ لوگوں نے سمجھا کہ گاندھی جی کوئی معجزہ دکھانے لگے ہیں حالانکہ

حقیقت یہ تھی

کہ گاندھی جی اپنے ملک کے لوگوں کے متعلق تو سمجھتے ہی تھے کہ وہ غافل اور سست ہیں لیکن وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ انگریز مر چکے ہیں اور اب ان کی لاش کو پھینکنا کوئی مشکل کام نہیں۔ رستم کی لاش بھی اسی طرح اٹھا کر پھینکی جا سکتی ہے جس طرح ایک کتے کی لاش۔ گاندھی جی کی ذہانت اور ہوشیاری یہ تھی کہ وہ یہ سمجھ چکے تھے کہ انگریز اب مر چکا ہے اور نیم جان ہندوستانی بھی اسے اٹھا کر پرے پھینک سکتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو انگریز کو ہندوستان نے ہی اٹھا کر نہیں پھینکا۔ سیلون نے بھی اسے پھینکا۔ برما نے بھی اسے پھینکا۔ مصر نے بھی اسے پھینکا۔ ایران نے بھی اسے پھینکا۔ عراق نے بھی اسے پھینکا۔ غرض تمام ممالک کے لوگوں نے اسے اپنے اپنے ملک سے نکال دیا آخر سمٹ سمٹا کر وہ انگلستان میں محدود ہو کر رہ جائیں گے اور پھر کچھ مدت کے بعد ممکن ہے ان کی ایسی ہی حالت ہو جائے جیسے ابتدا میں تھی کہ چمڑے کے تہ بند باندھا کرتے تھے اور ننگے جسم رہا کرتے تھے۔ یا اگر یہ زمانہ نہ آئے تو اس کے قریب قریب ان کی حالت پہنچ جائے

گاندھی جی کی عقلمندی

یہ تھی کہ انہوں نے دیکھ لیا کہ انگریز مر چکا ہے اور اب ذرا سے اتحاد کی ضرورت ہے۔ اگر ہندوستانی اکٹھے ہو جائیں تو وہ ان کو بڑی آسانی سے نکال سکتے ہیں۔ مگر اس کے مقابلہ میں اب ہم دوسری طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یورپ کے پاس دولت ہے مگر روس کے پاس دولت نہیں اور اس نے لوگوں میں یہ شور مچایا ہوا ہے کہ ہم ساری دنیا کو کھانا دیں گے اور وہ لوگ جو بھوکے مرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اگر روس کو جگہ ملے تو ہمیں کھانے کیلئے روٹی میسر آ جائیگی۔ حالانکہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ

روسی نظام

میں کوئی برتری ہے وہ غلطی کرتے ہیں اگر روس کو دنیا میں نفوذ کا موقعہ مل جائے تو وہ بھی وہی کچھ کریگا جو انگریز کرتے رہے ہیں اور اسی طرح اس نے دنیا کی دولت سے فائدہ اٹھانا ہے جس طرح انگریز فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ غرض ایک قوم کے بعد دوسری قوم مرتی چلی جاتی ہے مگر وہ عبرت حاصل نہیں کرتی۔ جب ایک قوم کے بعد دوسری قوم کی باری آتی ہے تو اس کے افراد بھی چاہتے ہیں کہ ہم اسی طرح ناچیں اسی طرح گائیں۔ اسی طرح شرابیں پئیں جس طرح پہلی قوم کیا کرتی تھی۔ پھر خدا اسے تباہ کر دیتا ہے اور کسی اور قوم کو کھینچ لیتا ہے۔ غرض انسانوں کی موت پر ان کو قبروں میں دفن کیا جاتا ہے۔ انسانوں کی موت کی علامت یہ ہوتی ہے کہ تیز بخار ہو گیا یا تیز کھانسی ہو گئی یا انتڑیوں میں سے خون آنے لگ گیا یا شدید پیچش ہو گئی اور

قوموں کی موت کی علامت

یہ ہوتی ہے کہ ان کے پاس دولت بہت ہوتی ہے مگر ان کو اس دولت کے خرچ کرنے کا ڈھنگ نہیں آتا۔ وہ اسے زیادہ سے زیادہ اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں۔ اچھے سے اچھا کھانا کھاتے ہیں اچھے سے اچھا لباس پہنتے ہیں۔ اچھے سے اچھے مکانات میں رہتے ہیں۔ اچھے سے اچھا فرش رکھتے ہیں اور رات دن

ترفہ اور آرام طلبی میں بسر کرتے ہیں۔ محنت کی عادت ان میں نہیں رہتی۔ کام کی عادت ان میں نہیں رہتی۔ یہ ساری علامتیں اس کی موت کی ہوتی ہیں۔ جس طرح انسانی جسم کی حرارت معلوم کرنے کے لئے تھرما میٹر ہوتا ہے اسی طرح قوم کی زندگی اور اس کی موت کی گھڑیاں معلوم کرنے کا یہ تھرما میٹر ہوتا ہے۔ جب تم دیکھو کہ کسی قوم میں ترفہ پیدا ہو گیا ہے اور کام کی عادت اس میں نہیں رہی تو سمجھو کہ اس کا پارۂ حرارت بہت بڑھ گیا ہے اور وہ موت کے قریب پہنچ گئی ہے

عید الاضحیہ ہمیں یہی سبق سکھاتی ہے

کہ قومی زندگی قربانیوں کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا بیٹا خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایک جنگل میں جا کر رکھ دیا۔ یہاں نامر آباد میں اگر تمہارا لڑکا ذرا بڑا ہو جاتے اور وہ ابتدائی تعلیم حاصل کر لے تو تم کہتے ہو ہم اسے کنری بھجوائیں گے۔ کنری والوں سے پوچھو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے لڑکوں کو میر پور خاص بھجوائیں گے۔ میر پور والوں سے پوچھو تو وہ کہتے ہیں ہم اپنے لڑکوں کو کراچی بھجوائیں گے کراچی والوں سے پوچھو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے لڑکوں کو انگلینڈ بھجوائیں گے غرض تم اوپر کی طرف جاتے ہو۔ لیکن ابراہیمؑ جہاں رہتے تھے گو وہ بھی ایک چھوٹا سا قصبہ تھا مگر انہوں نے اپنے بچے کو اس جگہ سے بھی نکال کر وہاں جا کر رکھا جو ایک وادیٔ غیر ذی زرع تھی۔ جہاں نہ کھانے کا کوئی سامان تھا نہ پینے کا کوئی سامان تھا۔ تا کہ اس میں محنت کی عادت پیدا ہو۔ کام کی عادت پیدا ہو

قربانی کی عادت

پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابراہیمؑ کا اپنے بیٹے کو اس طرح ایک جنگل میں جا کر چھوڑ دینا گو ظاہر میں اسے اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا تھا مگر فدیناہ بذبح عظیم۔ ہم نے اسماعیلؑ کا فدیہ ایک بہت بڑی قربانی کے ذریعہ سے دے دیا۔ بعض لوگ غلطی سے اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیلؑ کے بدلے ایک مینڈھا قربان کروا دیا حالانکہ یہاں ذبح عظیم کے الفاظ ہیں۔ جس کے معنی ہیں بہت بڑی قربانی۔ اور مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو بڑی بڑی قومیں سمجھی جاتی تھیں۔ ہم نے ان کو ابراہیمؑ کی نسل پر قربان کر دیا بڑے لوگ تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ مگر وہ قوم جو بھوکی رہنے کی عادی ہو جب اس کے غلبہ کا وقت آتا ہے تو وہ بڑی بڑی حکومتوں کا تختہ الٹ دیتی ہے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جو حقیقی معنوں میں

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور اس نے ایک ایسی جگہ اسے پھینکا جہاں نہ کھانا تھا نہ پانی۔ اور جہاں اس کے زندہ رہنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ ہم نے اس کی اس قربانی کو دیکھا اور کہا کہ اب اس کے بدلہ میں ایک بہت بڑی قربانی پیش کی جائے گی۔ چنانچہ دیکھ لو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو اسماعیلؑ کی نسل میں سے تھے کس طرح عرب نکلے اور انہوں نے قیصر و کسریٰ کو کاٹ کر رکھ دیا گویا بجائے اس کے کہ

اسماعیل کی نسل

بھوکی مرتی اس نے بڑی بڑی دولتوں اور شانوں والی حکومتوں کو تباہ کر دیا۔ قومی ترقی درحقیقت ٹڈی دل کی طرح ہوتی ہے جس طرح ٹڈیاں جنگلوں میں پلتی ہیں اور جب ان کی غذا ختم ہو جاتی ہے تو وہ اڑتی ہیں اور بڑے بڑے سرسبز و شاداب کھیتوں کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ اسی طرح جو قومیں صحیح اصول پر چلنے والی ہوتی ہیں وہ غربت سے گذارہ کرتی ہیں۔ محنت اور قربانی سے کام لیتی ہیں مگر جب لوگ پھر بھی ان کو جینے نہیں دیتے اور انہیں مارنے کیلئے اٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ظلم کرنے والوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ جزب ادہ

کمزور سمجھے جانے والے دنیا پر غالب آجاتے ہیں

جب عرب کے لشکر نے ایران پر حملہ کیا تو ایران کے بادشاہ نے اس خبر کو سن کر کہا کہ یہ جھوٹی خبر ہے۔ میں کس طرح مان لوں کہ وہ عرب جس میں ہمارے دس سپاہی بھی جاتے تو سارے ملک کو آگے لگا لیتے تھے اس نے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔ لوگوں نے کہا خبر درست ہے واقعہ میں ہم پر حملہ ہو چکا ہے۔ اس نے کہا اچھا اُن کے چند لیڈر بلواؤ تا کہ میں خود ان سے بات کروں اور پوچھوں کہ آخر ان کا مقصد کیا ہے۔ چنانچہ وہ گئے اور صحابہؓ نے ایک وفد تیار کر کے بادشاہ کی ملاقات کے لئے بھجوا دیا۔ جب صحابہؓ کا وفد پہنچا تو بادشاہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ملک پر حملہ کر دیا ہے۔ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ تم میں

یہ جرأت کس طرح پیدا ہوئی

تم وہ ہو جو ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔ نہ تمہارا کھانا اچھا تھا۔ نہ تمہارا پینا اچھا تھا۔ نہ تمہارا لباس اچھا تھا۔ تم ننگے پھرتے تھے۔ اخلاق تم میں تھے ہی نہیں ماؤں سے تم نکاح کر لیتے تھے۔ تمہیں کیا سوجھا کہ تم حملہ کے لئے آگئے۔ اگر تم پر غربت کا بہت ہی دور آ گیا ہے تو میں تم میں سے ہر افسر کو دو دو اشرفی اور ہر سپاہی کو ایک ایک اشرفی دینے کے لئے تیار ہوں۔ تم روپیہ لو اور واپس چلے جاؤ۔ اس زمانہ میں گو روپیہ کی بڑی قیمت تھی مگر پھر بھی پتہ لگتا ہے کہ اس کی نگاہ میں عربوں کی کیا حیثیت تھی

عرب کا جو لشکر

ایران پر حملہ آور ہو رہا تھا اس کی حیثیت ایران کے بادشاہ کے نزدیک یہ تھی کہ وہ سمجھتا تھا اگر میں ان کو پندرہ پندرہ روپے دے دوں تو یہ واپس جانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اب پینتالیس روپے ماہوار اور راشن سپاہی کو ملتا ہے مگر وہ سمجھتا تھا کہ اگر میں انہیں صرف پندرہ پندرہ روپے بھی دے دوں گا تو یہ واپس چلے جائیں گے اور کہیں گے کہ اچھا اب ہم چلتے ہیں۔ تو ایران کے بادشاہ کے نزدیک عربوں کی حیثیت اتنی ہی تھی۔ مگر جو اس وفد کے سردار تھے۔ انہوں نے کہا تم جو کچھ کہتے ہو ٹھیک ہے ہم ایسے ہی تھے ٹڈیاں کھاتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ ماؤں سے نکاح کر لیا کرتے تھے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا رسول بھیج دیا ہے جس کی وجہ سے ہماری حالت بدل چکی ہے اور ہم خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق تمہارے ملک پر حملہ آور ہوئے ہیں

بادشاہ کو غصہ آیا

اس نے درباریوں کو حکم دیا کہ مٹی کا ایک بورا لاؤ اور اس کے سر پر رکھ دو باقی صحابہؓ کو غصہ آیا کہ ہمارے امیر کی ہتک کرتا ہے مگر وہ ہنس پڑا اور اس نے کہا انہیں مٹی کا بورا میرے سر پر رکھنے دو۔ تب انہوں نے مٹی کا بورا اس کے سر پر رکھ دیا تو وہ دربار سے بھاگے۔ اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ بادشاہ نے ایران کی زمین اپنے ہاتھ سے ہمارے سپرد کر دی ہے۔ سترک بڑا وہمی ہوتا ہے صاحب تھا تو یہ ایک لطیفہ مگر وہ گھبرا گیا۔ اور اس نے سمجھا کہ یہ تو بڑی بدشگونی ہوئی۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ دوڑو اور ان کو پکڑ کر واپس لاؤ۔ مگر عرب لوگ گھوڑے کی سواری کے بڑے مشاق ہوتے ہیں وہ دربار سے نکلے تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑیاں لگائیں اور وہ کہیں کے کہیں نکل گئے۔ یہ کیفیتیں تھیں صحابہؓ کی

دنیا حیران تھی

کہ یہ لوگ کہاں سے آگئے۔ جس طرح ٹڈی آتی ہے تو اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ کوئی روس کے میدانوں سے آتی ہے کوئی چین کے میدانوں سے آتی ہے کوئی عرب کے میدانوں سے آتی ہے اور وہ سارے علاقہ پر چھا جاتی ہے اتنا چھوٹا سا جانور ہوتا ہے مگر اس کے مقابلہ میں لوگ عاجز آ جاتے ہیں اور پھر اس کی نسل میں خدا تعالیٰ نے اتنی بڑھوتی رکھی ہے کہ جہاں بیٹھی اور اس نے انڈے دئے وہیں اگلے سال پھر ٹڈی پیدا ہو جاتی ہے اور فصلوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ یہی علامت بڑھنے والی قوموں کی ہوتی ہے۔ لوگوں کا ایک ایک بچہ ہوتا ہے تو ان کے آٹھ آٹھ ہوتے ہیں۔ غرض

قوموں کی ترقی کا راز

صرف قربانیوں میں ہے مگر بہت سے لوگ اپنی کم ہمتی کی وجہ سے پہلے قدم پر ہی گر جاتے ہیں۔ اور ان کی حالت بالکل ایسی ہی ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہو گئے

لیکن جو لوگ قربانیوں کے معیار کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں وہ اس زمانہ کو دیکھتے ہیں جس میں ان کی قربانیوں کا بدلہ انکو ملتا ہے۔ ایران کے بادشاہ نے صحابہؓ کو صرف ایک ایک پونڈ دینا چاہا۔ مگر جو صحابہؓ کو ملا اس کے مقابلہ میں بھلا پونڈ کی کیا حیثیت تھی

حضرت عبدالرحمن بن عوف

کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ فوت ہوئے تو باوجود اس کے کہ وہ اس قدر صدقہ و خیرات کرنے والے تھے کہ سارے عرب میں مشہور تھے۔ پھر بھی ان کے ورثاء کو لاکھوں روپیہ ملا۔ تو اللہ تعالیٰ غلبہ کے موقعہ پر قوموں کو بہت کچھ دیتا ہے۔ لیکن اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ اس وقت بھی اس کی عادت میں یہ بات داخل ہو کہ اپنے نفس پر

خرچ کرنے کی بجائے وہ اس روپیہ کو دین پر خرچ کرے۔ غرباء پر خرچ کرے صدقہ وخیرات میں دے۔ یہ تو بیشک شریعت کہتی ہے کہ جب تمہیں دولت ملے تو تمہارے چہرہ اور جسم پر بھی اس کے کچھ آثار ہونے چاہئیں۔ مگر وہ "کچھ آثار" ہی کہتی ہے۔ یہ نہیں کہتی کہ ساری دولت اپنے نفس کے لئے خرچ کرنی شروع کر دو اور اچھے کھانے اور اچھے پینے میں مشغول ہو جاؤ۔ لیکن بیوقوف اور نادان انسان اس وقت کے آنے سے پہلے بگڑ جاتا ہے اور

اس کی مثال

ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ

بھکیے جٹ کٹوری لبھی پانی پی پی آپھریا

بھلا ایک کٹوری کی بادشاہوں کی دولتوں کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔ مگر وہ صرف کٹوری ملنے پر ہی اتنا مغرور ہو جاتا ہے کہ کبھی اس گھر میں جاتا ہے اور یہ دکھانے کیلئے کہ اس کے پاس کٹوری ہے وہ ان کے گھڑے سے پانی پینے لگ جاتا ہے کبھی دوسرے گھر میں جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے پیاس لگی ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ اس کے پاس کٹوری ہے وہ اس میں ان کے سامنے پانی پیتا ہے۔ جو قوم اتنے بڑے وعدوں کے ہوتے ہوئے ایران کے بادشاہ کے پونڈ یا ایک کٹوری پر پھول جاتی ہے اس کے متعلق کیا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ بڑھے گی

وہی قوم بڑھتی ہے

جو خدا تعالیٰ کے وعدوں کو اپنے سامنے رکھتی ہے۔ جو سمجھتی ہے کہ ہم نے اخلاق اور روحانیت کے ساتھ دنیا کو فتح کرنا ہے

اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں وہ ویسی ہی قربانی بھی کرتے ہیں۔ اور ویسی ہی محنت بھی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

جب نیا نیا دعویٰ فرمایا تو مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ جو اہلحدیث میں سے تھے اور ان کے لیڈر تھے انہوں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر سنا شاید انہوں نے براہین کا اشتہار پڑھا یا آریوں اور عیسائیوں کے خلاف کسی اخبار میں آپ کا مضمون دیکھا۔ تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں خود انہیں جا کر دیکھ آؤں۔ چنانچہ وہ قادیان پہنچے۔ مگر ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان میں نہیں تھے بلکہ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے

غالباً یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چلہ کے لئے

ہوشیارپور تشریف لے گئے تھے

وہ قادیان سے ہوشیارپور پہنچے۔ مگر وہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ آپ سے ملاقات نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ والوں کو ہدایت دے دی تھی کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا اور شیخ حامد علی صاحب کو دروازہ پر بٹھایا ہوا تھا کہ وہ نگرانی رکھیں اور کسی کو اندر نہ آنے دیں۔ یہ وہاں پہنچے اور انہوں نے منتیں کیں کہ مجھے ملنے دو۔ مگر انہوں نے نہیں مانا آخر

مولوی برہان الدین صاحب رضی اللہ عنہ

نے کہا کہ مجھے صرف چک اٹھا کر ایک دفعہ دیکھ لینے دو اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کرونگا۔ لیکن حامد علی صاحب نے یہ بات بھی نہ مانی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے چونکہ ان کی خواہش کو پورا کرنا تھا اس لئے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی ضرورت پیش آئی اور آپ نے فرمایا میاں حامد علی تم فلاں چیز لے آؤ۔ وہ اس طرف چلے گئے اور انہیں موقعہ میسر آ گیا۔ یہ چوری چوری گئے اور انہوں نے چک اٹھا کر حضرت صاحب کو دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت کچھ لکھ رہے تھے اور جلدی جلدی کمرہ میں ٹہل رہے تھے یہ عام انسان کی نظر میں بہت معمولی بات ہے مگر

صاحبِ عرفان کی نگاہ میں

یہ بڑی بات تھی انہوں نے آپ کو دیکھا اور واپس آ گئے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا مولوی صاحب آپ نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا اس نے بہت دور جانا ہے۔ یہ کمرے میں بھی تیز تیز چل رہا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بڑا کام کرنا ہے۔ تو

حقیقت یہ ہے

کہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" جس نے جیتنا ہوتا ہے اس میں جیتنے کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور جس نے مرنا ہوتا ہے اس میں مرنے کے آثار پائے جاتے ہیں۔ انگریز بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان کو کون نکال سکتا ہے فرانسیسی بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان کو انڈو چائنا سے کون نکال سکتا ہے

کسی زمانہ میں ہسپانیہ والے بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان کو ہسپانیہ سے کون نکال سکتا ہے۔ مسلمان بھی یہی سمجھتے تھے کہ ان کو ہندوستان اور چین وغیرہ سے کون نکال سکتا ہے مگر آخر نکل گئے یہ موت ہے جو ایک کے بعد دوسری قوم پر آئی اور کسی قوم نے پہلی قوم سے عبرت حاصل نہیں کی۔ انفرادی موت سے بچا نہیں جا سکتا لیکن

قوم کی موت

سے بچا جا سکتا ہے۔ اگر وہ زندہ رہنے کی کوشش کرے۔ مگر آج تک کسی قوم نے یہ کوشش نہیں کی۔ جو بھی آتا ہے وہ فوراً زہر کھانا شروع کر دیتا ہے اور موت کو قبول کر لیتا ہے +

قراردادِ تعزیت

بر وفات حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ

قادیان - ۱۳ جولائی - آج بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا - جس میں حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کے ربوہ میں ۹ جولائی کو وفات پا جانے پر حسب ذیل قراردادِ تعزیت پاس کی گئی - قرارداد پیش کئے جانے سے قبل مکرم سید محمد شریف صاحب نے حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کے بعض چیدہ چیدہ مناقب بیان کئے اور احبابِ جماعت کو حضرت بھائی جی مرحوم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تعلق باللہ - دعاؤں اور تہجد گذاری کی طرف موثر پیرایہ میں تلقین کی - (ایڈیٹر)

حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانی جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم مخلص صحابہ میں سے ایک مبارک وجود اور صاحب رؤیا وکشوف تھے - نیز ابتدائے زمانہ درویشی میں شمولیت کا بھی انہیں فخر حاصل تھا مورخہ ۹ جولائی کو ربوہ مقدسہ میں فوت ہوگئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون -

اراکین مجلس خدام الاحمدیہ قادیان آج کے غیر معمولی اجلاس میں حضرت بھائی جی مرحوم ومغفور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاتِ حسرت آیات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں - اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت بھائی جی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے - آمین - نیز آپ کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین

خاکسار محمود احمد عارف

قائد مجلس خدام الاحمدیہ - قادیان

مولوی محمد عثمان صاحب کا انتقال

مولوی محمد عثمان صاحب عمرہ ۸۰ سالہ ساکن حیدرآباد دکن (والد محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی وحکیم عبد الصمد صاحب حیدرآباد دکن) کا انتقال بتاریخ ۷ جولائی ۱۹۵۷ء بمقام حیدرآباد ہوا - مرحوم موصی تھے - ان کو احمدیہ قبرستان فتح دروازہ حیدرآباد میں امانتاً دفن کیا گیا ہے - مرحوم بہت مخلص انسان اور سلسلہ احمدیہ کے فدائی تھے - مرحوم نے اپنے پانچوں لڑکوں (محمد عبد اللہ عبد الصمد - عبد السلام - محمد احمد - محمود احمد صاحبان) کو قادیان میں تعلیم دلوائی - مرحوم پابندِ صوم وصلوٰۃ - تہجد گذار - چندوں کے پابند انسان تھے - تعلیم وتدریس میں ساری زندگی گذری - آپ کا اصل وطن اوتکور ضلع محبوب نگر تھا - اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے - خاکسار محمد اسمٰعیل رئیس یادگیر دکن)

یورپ اور امریکہ میں عید الاضحیہ کی تقریب

یورپ اور امریکہ کے مختلف احمدیہ مشنوں کی طرف سے عید الاضحیٰ کی تقریب پورے اسلامی وقار کے ساتھ منائی گئی الحمد للہ علیٰ ذالک - چنانچہ لنڈن ہیگ - ہالینڈ - واشنگٹن (امریکہ) نیو یارک (امریکہ) ہمبرگ (جرمنی) زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کے انچارج مبلغین کرام کی طرف سے جو تار اس بارہ میں موصول ہوئے ان کی تفصیلات آئندہ اشاعت میں درج کی جائیں گی - اللہ تعالیٰ ان ممالک میں جلد اسلام کو نفوذ اور غلبہ عطا فرمائے آمین

موسیٰ بنی مائینز (صوبہ بہار) میں

پیشوایانِ مذاہب کا کامیاب جلسہ

رپورٹ مرسلہ شیخ محمد ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز

الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نامساعد حالات کے باوجود جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز کو پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ جلسہ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۵۶ء کو صبح ۸½ بجے جناب کے ساہو (K. Sahoo) صاحب چیف سروئیر موسیٰ بنی مائینز کی صدارت میں مسجد احمدیہ موسیٰ بنی کے احاطہ میں شروع ہوا۔ جلسہ گاہ کو مختلف رنگ کی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔

جلسہ کی کارروائی

تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر صوبہ بہار نے جلسہ کی غرض وغایت مختصر مگر جامع الفاظ میں بیان فرمائی۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولانا فضل الدین صاحب مبلغ موسیٰ بنی مائینز نے

سیرت آنحضرت صلعم

پر تقریر فرمائی آپ نے حضور کی تعلیم میں سے رواداری کی تعلیم پر خصوصیت سے روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ آپ کے مشن کی کامیابی رواداری کے زریں اصل کی وجہ سے تھی۔ جس پر آپ نے خود عمل کیا اور صحابہ کرام رضہ کو عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید کی آیات سے اس امر کا ثبوت دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے پہلے آنے والے انبیاء اور کتب پر ایمان لانے کی تلقین فرما کر رواداری کا بہترین نمونہ پیش کیا

آپ کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی نے

ایک جامع اور پُر مغز تقریر

تقریباً ایک گھنٹہ تک کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں شری کرشن جی مہاراج۔ شری رام چندر جی مہاراج۔ مہاتما بدھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات میں سے چیدہ چیدہ واقعات سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ آپ نے وید منتروں گیتا کے شلوکوں اور قرآن مجید کی آیات سے اس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ اوتاروں اور نبیوں کی آمد کا اہم مقصد انسان کو خدا سے ملانا تھا اور بنی نوع انسان کو محبت اور پریم سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کرنا تھا۔ وہ شانتی اور سکھ جس کی آج ہر قوم متلاشی ہے وہ اپنی روحانی پیشواؤں کی تعلیم سے مل سکتا ہے۔ آپ کی تقریر بہت موثر تھی اور حاضرین نے پورے غور وخوض سے آپ کی تقریر کو سنا۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم جناب آر۔ ریڈی صاحب نے مہاتما بدھ کی سیرت پر تقریر کی آپ نے بتایا کہ بدھ دھرم کے نزدیک ذات پات کوئی چیز نہیں۔ شودر۔ ویش۔ کھشتری اور برہمن کی تقسیم بدھ مت کے نزدیک روحانی ہے۔ جو شخص دھرم پر چلتا ہے اور اس کے اصولوں کو اپناتا ہے وہ برہمن ہے اور جو ان کے خلاف چلتا ہے وہ شودر ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے حاضرین کو ودیا کے حصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ مہاتما بدھ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علم کی اہمیت بتاتے ہوئے ہر خورد وکلاں کو حصولِ علم کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو مذہبی تعلیم کے حصول کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے تاکہ ہم اپنی کتابوں کی تعلیم کو سمجھ سکیں۔ آپ کی تقریر بھی بہت دلچسپی سے سنی گئی

آپ کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے

اختتامی صدارتی تقریر

انگریزی میں کی۔ آپ نے فرمایا "میں جماعت احمدیہ موسیٰ بنی کا ممنون ہوں کہ یوم پیشوایانِ مذاہب کی صدارت کیلئے مجھ پر ان کی نظر پڑی۔ پیشوایانِ مذاہب کے اس جلسہ کا بنیادی مقصد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے ان اچھے اصولوں سے دنیا کو روشناس کرانا ہے جن کی تشریحات احمدیہ فرقہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے کی ہیں۔ اس مبارک تقریب کے منتظمین تمام مذاہب کے لوگوں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے ایک ایسی مجلس منعقد کی ہے جس میں تمام مذاہب کے لوگ آزادانہ اپنے اچھے اصولوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرکے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاسکتے ہیں۔

میں آج مولانا بشیر احمد صاحب کی عالمانہ تقریر سن کر بہت متاثر ہوا ہوں انہوں نے قرآن مجید۔ وید۔ گیتا۔ اور بائیبل کے حوالجات سے نہایت عالمانہ تقریر کی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس قسم کی تقاریر اور اس قسم کے جلسے باہمی میل ملاپ کے لئے بہت ممد ثابت ہوتے ہیں اور اس سے ایک دوسرے کے اصولوں سے سب کو واقف ہونے کا موقعہ ملتا ہے اور اسی طرح سب لوگ اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ تمام مذاہب کی علتِ غائی ایک ہی ہے

اعتماد اور یقین پر ہی تمام مذاہب کی اساس قائم ہے۔ یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ ہر مذہب میں کچھ مختلف مقاصد پائے جاتے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انسانی ضروریات کے مطابق مختلف اصولوں کو عملی جامہ پہنانا ضروری ہوتا ہے۔

ان حقیقتوں کا بیان مختلف زمانوں میں مختلف لوگوں کی ضروریات کے مطابق کیا جاتا رہا ہے اور ان کی توضیحات مختلف زمانوں میں مختلف طریقوں سے کی جاتی رہی ہیں۔ لیکن ہر مذہب کی بنیادی حقیقت میں خدا کے وجود کا اعتراف ایک یقینی امر ہے

اگر ہم لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کریں تو ہمارے لئے خدا کے وجود کا اقرار یقیناً ناگزیر ہوگا۔ علم سائنس جس قدر بھی ترقی کرتا جائیگا اتنی ہی جلدی فطرت کے رازہائے سربستہ کا بھی سب پر انکشاف ہوتا جائیگا اور اس طرح انسان خدا کے وجود کا مقر ہوتا جائیگا۔ تمام انبیائے عالم اور تمام دنیا کے اوتاروں نے مختلف زمانوں میں اسی حقیقت کی مختلف طریقوں سے تبلیغ کی ہے۔ جس طرح کہ مختلف ممالک کے دریا مختلف علاقوں میں بہتے ہوئے سمندر میں جاکر یکجا ہوجاتے ہیں اسی طرح تمام انبیاء کے اصول سب کو ایک ہی منزل پر پہنچاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ حقیقت سب پر روشن ہوجائے گی تو تمام دنیا کا مذہب ایک ہوجائیگا اور وہ الٰہی مذہب ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا مشن اس مقصد کی تکمیل کیلئے عالم وجود میں آیا ہے"

آپ کی اس صدارتی تقریر کے بعد محترم مولوی عبدالمجید صاحب امیر جماعت احمدیہ جمشید پور نے

جملہ حاضرین اور مقررین کا شکریہ

ادا کیا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر دیگر جماعتیں بھی اس قسم کے جلسے منعقد کریں تو ہم ان کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

آخر میں جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی اور یہ جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کے انتظام والنصرام میں خدام الاحمدیہ موسیٰ بنی نے بہت محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

تربیتی جلسہ

محترم مولانا بشیر احمد صاحب کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام رات کو ایک تربیتی جلسہ ہوا جس میں مولانا موصوف اور مولانا فضل الدین صاحب نے جماعت کو اہم نصائح فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب موسیٰ بنی کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شکریہ و درخواستِ دعا

میں جماعت احمدیہ موسیٰ بنی کی طرف سے محترم ناظر صاحب دعوت وتبلیغ قادیان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری درخواست پر مرکزی مبلغ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب کو جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجا اور اس طرح ہمارے جلسہ کو کامیاب بنانے میں مدد دی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ قارئین دعا فرمائیں کہ مولا کریم اپنے فضل وکرم سے احباب موسیٰ بنی کو خدمت احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ موسیٰ بنی میں انفلوائنزا کی وبا کا زور ہے کئی احمدی دوست بھی اس میں مبتلا ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے ●

بقیہ از صفحہ ۹ عیسائیت کی ناکامی .....

بعض کتابیں نظر سے گذریں، ان کا مطالعہ اشتیاق کو مزید بڑھانے کا موجب ہوا۔ انہی دنوں ایسا ہوا کہ ایک جرمن رسالے میں ایک اطالوی سیاح کے متعلق ایک مضمون پر نظر پڑی۔ وہ اسلامی ممالک کے دورے پر مشرقِ وسطیٰ جارہا تھا مضمون کے ساتھ اس سیاح کا فوٹو بھی درج تھا۔ فوٹو میں وہ سیاح ایک مسلم مشنری کے ساتھ کھڑا باتیں کررہا تھا۔ اور لکھا تھا کہ یہ سیاح سفر پر روانہ ہونے سے قبل ہمبرگ میں مقیم مسلم مشنری چوہدری عبداللطیف سے اسلام اور مشرقِ وسطیٰ کے متعلق معلومات حاصل کررہا ہے۔ یہ مضمون پڑھنے کے بعد فوراً میں نے چوہدری عبداللطیف صاحب کو لکھا کہ وہ مجھے اسلامی لٹریچر بھیجیں۔ ان کے ارسال کردہ لٹریچر کو پڑھنے کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے جس کی تلاش میں اتنے عرصہ سے میں سرگرداں تھی۔ چنانچہ میں نے اسلام قبول کرلیا۔ اور اس طرح اب میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہوں۔ اور امن وسلامتی کے اس راستے سے بہرہ ور ہوں کہ جس کا تصور آج سے چند سال قبل مجھے محال نظر آتا تھا ●

قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ (مقامی) کا

ایک تربیتی اجلاس

قادیان - ۳۰ رجون کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مجلس خدام الاحمدیہ کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا - تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم چودھری سعید احمد صاحب بی اے نائب قائد نے تربیتی امور پر تقریر فرمائی - انہوں نے اپنی تقریر میں خدام کو اس طرف توجہ دلائی کہ دوسروں کے عیب دیکھنے کی بجائے ہر خادم کو خود اپنے عیوب پر نگاہ رکھنی چاہیئے اور پہلے اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے جب کوئی خادم دوسروں کے عیوب کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہے تو دوسرے الفاظ میں وہ خود کو پاک اور بے عیب سمجھتا ہے - یہی چیز انسان کو ہلاکت کے قریب کرتی ہے - ہمیں چاہیئے کہ نیک نمونہ میں اپنے بزرگوں کی طرف دیکھیں اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں

بعدہٗ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کے پس منظر پر نہایت لطیف انداز میں روشنی ڈالی - آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نظام آسمانی کا سلسلہ قائم ہو چکا ہے اور اسی روز سے اس کے مقابل پر شیطان نے اس کی مخالفت کرنی شروع کردی ہوئی ہے - چنانچہ ان کے بعد جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے ہیں ان کی مخالفت کے لئے شیطانی پارٹیاں بنتی رہی ہیں - اس مخالفت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ انبیاء کے مقابل پر اپنے آپ کو بڑا تصور کرتے ہیں اور ان کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہیں - قرآن مجید نے بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے

ابیٰ واستکبر

کہ شیطان نے پہلے انکار کیا پھر تکبر کیا چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں اسی شیطان نے پھر سر اٹھایا اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے حضور کی زندگی میں اور حضورؑ کی وفات کے بعد نظام خلافت سے انکار کیا خلافت ثانیہ کے قیام پر جماعت سے علیحدہ ہو گئے - اس تسلسل میں آپ نے موجودہ فتنۂ منافقین پر روشنی ڈالی -

جلسہ کے اختتام سے قبل قائد صاحب (صدر جلسہ) نے مکرم محترم پروفیسر علی احمد صاحب مرحوم صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر قرار داد تعزیت پیش کی - جملہ خدام نے بالاتفاق اس قرار داد کو منظور کرتے ہوئے مرحوم کے فرزند ارجمند مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل التعلیم ربوہ کی خدمت میں تعزیت نامہ لکھنے کی منظوری دی - اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما وے - اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے - آمین -

اس کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد دوہرایا گیا اور جلسہ دعا کے بعد برخاست ہوا ۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ
قادیان

مالاباری طلبا کا ایک تربیتی جلسہ

مختلف زبانوں میں تقاریر

از محمد عمر صاحب مالاباری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک پیغام میں فرمایا تھا کہ :-

"یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ موجودہ دور میں جنوبی ہند بہترین سرزمین ہے جس میں حق و صداقت کے بیج بوئے جا سکتے ہیں"

حضور کی اس تمنا کو پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ قادیان میں مقیم مالاباری طلبا کے اندر ذمہ داری اور فرائض کا احساس پیدا کیا جاتا - اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیان میں مقیم مالاباری طلبا نے ایک ایسوسی ایشن قائم کی جس کا نام مالابار احمدیہ ایسوسی ایشن رکھا گیا - قریباً ایک سال سے باقاعدہ اس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام طلبہ کو مختلف زبانوں میں تقریری و تحریری مشق کرائی جا رہی ہے

چنانچہ اس ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۰ر جولائی ۵۸ء کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب منعقد ہوا جلسہ کی کارروائی تلاوت اور نظم کے بعد شروع ہوئی - سب سے پہلے سیکرٹری صاحب نے سال گذشتہ کی رپورٹ سنائی - بعدہٗ خاکسار نے برکاتِ خلافت پر اردو زبان میں تقریر کی - ضرورت خلافت پر قرآن کریم سے روشنی ڈالتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت کی برکات بیان کیں - دوسری تقریر محمد علوی صاحب مالاباری کی بعنوان مماثلۃ المسیحین عربی زبان میں ہوئی - جس میں انہوں نے مسیح موسوی اور مسیح محمدی کی مماثلت قرآن کریم سے ثابت کی - بعدہٗ زین العابدین صاحب مالاباری نے "اسلامی اخلاق" کے موضوع پر اردو میں تقریر کی - انہوں نے نبی کریم صلعم کے اخلاقِ فاضلہ اور اسوۂ حسنہ پر چلنے کی تلقین کی - اس کے بعد خاکسار نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تازہ نظم پڑھ کر سنائی

چوتھی تقریر عبدالسلام صاحب مالاباری نے ملیالم زبان میں "احمدیت" کے موضوع پر کی جس میں انہوں نے احمدیت کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی - پانچویں تقریر عبدالحق صاحب مالاباری نے ہندی زبان میں کی جس میں دیگر مذاہب پر اسلام کی خصوصیات کی فوقیت کو ثابت کیا - چھٹی تقریر عبدالسلام صاحب حیدر آبادی نے تیلگو زبان میں "احمدی اور غیر احمدی میں فرق" کے موضوع پر کی اور احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اعتقادی اور عملی فرق کو واضح کیا - آخری تقریر وسیع الدین صاحب آندھرودی نے انگریزی زبان میں کی جس میں انہوں نے دیگر مذاہب کے پیشوایان کی پیشگوئیوں سے ثابت کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی اس زمانہ کے ریفارمر اور سچے مسیح موعود ہیں - بعدہٗ محمود احمد صاحب مالاباری نے حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک تعزیت نامہ پیش کیا - اس کے محترم صدر جلسہ نے تعزیت نامہ کی تائید کرتے ہوئے حضرت بھائی جی رضؓ کی زندگی کے چند واقعات سنائے -

آپ نے ایسوسی ایشن کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ مالاباری طلبا کا یہ اقدام قابلِ تعریف ہے آپ نے فرمایا ہماری زبان گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر اتنی طاقت رکھی ہے کہ اس کی مدد سے انسان مختلف زبانیں بول لیتا ہے - یہ احسن الخالقین ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے - آپ نے فرمایا ایسی تقاریب سے ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا ہے - آنحضرت صلعم کے زمانہ میں مدینہ میں ایک دفعہ مردم شماری ہوئی تو مسلمانوں کی تعداد سات سو نکلی - اس پر مدینہ کے مسلمانوں نے مدینہ کے گلی کوچوں میں خوشی کے نعرے لگائے - کہ اب ہمیں دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی - آپ نے فرمایا ہماری مثال ایک گیند کی سی ہے جس قدر زور سے اسے زمین پر پھینکا جائے اتنے ہی زور سے وہ اوپر کو آتی ہے - جماعت احمدیہ کو جس کوئی دبائیگا اتنا ہی زیادہ اسے ترقی کرتے دیکھے گا -

بعض احباب نے مقررین کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں انعامات بھی دئے - مولوی برکت علی صاحب نے ایسوسی ایشن کو پانچ روپے بطور اعانت دئے دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا -

ایک احمدی طالبعلم کی نمایاں کامیابی

یہ خبر بڑی خوشی سے سنی جائے گی کہ عزیزم خلیل الرحمٰن صاحب ولد محمد عبدالحی صاحب پھلی بنڈی اس سال حیدر آباد گورنمنٹ کے میٹرک کے امتحان میں Rank کے ساتھ درجہ اول میں کامیاب ہوا - اور ریاضی میں ۳۲۰۰۰ لڑکوں میں Dominion Top کیا یعنی سو فیصد نمبر حاصل کئے اس لڑکے نے سکول میں ہر سال یہی معیار رکھا - حال ہی میں کتاب منصب خلافت کے امتحان (بقیہ حاشیہ پر)

میں ۹۲ نمبر لے کر ہندوستان بھر کی جماعتوں میں سے اول آیا تھا اب وہ اعلیٰ انجینیرنگ کے شعبہ میں داخل ہو رہا ہے - اللہ تعالیٰ مبارک کرے

ایم اے حفیظ یونیورسٹی - جامعہ عثمانیہ حیدر آباد -

بقیہ از صفحہ ۳ ان کے عقائد...

میں بجرح دل سے التماس کرتا ہوں کہ آپ خود سوچیں کہ جب مسلمان خود امت کے لئے نعمائے الٰہیہ کے دروازے بند کر رہے ہیں اور آیندہ ہر خیر و برکت کو مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد سے وابستہ سمجھتے ہیں تو اس میں سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے اور سب نبیوں سے افضل و برتر ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوگا - اور دنیا کے عقلمند کیونکر ان عقاید کے ساتھ ہمارے آقا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت و برتری تسلیم کر کے ان کی اطاعت کا جوا بعد شوق برداشت کرلیں گے - یہ باتیں کسی کی دلشکنی یا کسی کے عقائد پر طنز کے لئے نہیں لکھی گئیں بلکہ یہ دردمندوں کی پکار ہے تاکہ ہمارے خیرخواہ اور اسلام کے دردمند مسلمان علیحدگی میں غور فرمائیں - اور ہمارے عقائد اور اپنے عمومی خیالات کا موازنہ کریں - یقین ہے کہ اگر یہ ہمدرد احباب مخلصانہ غور و فکر سے کام لیں گے اور اس بات کو مدنظر رکھیں گے کہ اعمال عقائد کا ہی ثمرہ ہوتے ہیں - تو انہیں اپنے سابقہ فقرہ "کاش ان لوگوں کے عقاید ہمارے جیسے ہوتے اور ہم لوگوں کی سرگرمی عمل ان کی جیسی" کی بجائے یہ کہنا پڑے گا کہ :-

"کاش ان لوگوں جیسے عقاید ہمارے عقاید ہوتے نیز ان لوگوں جیسی سرگرمی عمل ہماری ہوتی -"

میں کہتا ہوں کہ اس وقت کہنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی - بلکہ آپ اور ہم دوش بدوش اشاعت اسلام کے کام میں دنیا بھر میں گھومتے نظر آتے - اے کاش وہ دن جلد آجائے - آمین ۔

عیسائیت کی ناکامی کے باعث مغرب میں ایک قسم کا روحانی خلا پیدا ہو چکا ہے

یہی وقت ہے کہ مغربی ممالک میں بہت زیادہ وسیع پیمانے پر مناسب رنگ میں اسلام کی تبلیغ کی جائے

جرمن نو مسلم امین سعید رائٹس کا بیان

ہمارے جرمن نو مسلم بھائی جناب امین سعید رائیٹس نے جو مرکز سلسلہ کی زیارت کی غرض سے اپنی اہلیہ صاحبہ امینہ رائیٹس سمیت ربوہ آئے ہوئے ہیں ایک ملاقات میں یورپ کی روحانی حالت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں عیسائیت کی ناکامی کے باعث ایک قسم کا روحانی خلا پیدا ہو چکا ہے جسے پُر کرنا ہماری جماعت کا اولین فرض ہے۔ انہوں نے کہا بالخصوص نوجوانوں میں جو سن شعور کو پہنچنے کے بعد اپنے لئے کوئی راہِ عمل متعین کرنا چاہتے ہیں تلاشِ حق کا احساس زیادہ شدید ہے۔ چودہ سال سے ۱۸ سال کی عمر تک کا زمانہ وہاں نوجوانوں کے لئے ایک عجیب باطنی کشمکش کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس عمر میں وہ مروجہ دنیوی علوم کی شدھ بدھ حاصل کرنے کے بعد اولاً عیسائیت اور پھر دوسرے مذاہب کا مطالعہ کر کے حق تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب انہیں کسی مذہب سے بھی تسکین حاصل نہیں ہوتی تو وہ مادیت کی طرف بہہ جانے کے باعث روحانیت سے بکلی عاری ہو بیٹھتے ہیں۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے جناب رائیٹس نے کہا کہ اگر باطنی کشمکش کے اس مخصوص عرصہ میں جو بالعموم ۱۴ سال کی عمر سے ۱۸ سال کی عمر تک جاری رہتا ہے وہاں کے نوجوانوں کو ان کی ضروریات کے مطابق مناسب رنگ میں اسلام کا پیغام پہنچایا جائے تو اس کے نہایت شاندار نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا یہی وقت ہے کہ مغربی ممالک میں وسیع پیمانے پر بیج بکھیرنے کی ضرورت ہے

میں نے اسلام کس طرح قبول کیا

اسی ضمن میں جناب امین رائیٹس نے یہ بتاتے ہوئے کہ "میں نے اسلام کس طرح قبول کیا" اپنی باطنی کشمکش اور تلاشِ حق کی جدوجہد پر بھی روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا سنہ ۱۹۶۱-۶۲ء کی بات ہے کہ میں جرمنی کے مشہور شہر ہمبورگ میں سیکنڈری سکول کا طالب علم تھا۔ اس وقت قدرت کے بہت سے مظاہر اور زندگی کے مختلف پہلو میرے لئے عقدۂ لاینحل کا درجہ رکھتے تھے اور میں حیرت زدہ ہو کر اسی کوشش میں لگا رہتا تھا کہ کس طرح ان چیزوں کی کُنہ و کیفیت معلوم کی جائے۔ پھر علم طبیعات، علم کیمیا اور علم حیاتیات کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خود اس کرہ ارض پر اور کرہ ارض سے لے کر آسمان کے ستاروں تک جن عناصر کی کارفرمائی ہر لمحہ ظہور میں آ رہی ہے ان کے متعلق بہت کچھ دریافت کیا جا چکا ہے۔ اور قریب قریب ہر معلوم و مشہور چیز کی کُنہ و کیفیت کو مقررہ اصولوں اور ضابطوں کے مطابق واضح کرنا اتنا مشکل امر نہیں ہے جتنا کہ یہ ہمیں نظر آتا ہے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ یہ دنیا عجائبات کا مجموعہ تو ضرور ہے لیکن ہم قوانینِ قدرت کی مدد سے ان عجائبات کی تہ تک بآسانی پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح ذہنی افق میں کسی قدر وسعت پیدا ہونے سے فکر و نظر اور تخیلات میں ایک ہیجان کی سی کیفیت پیدا ہوئی اور میں سائنسی اصولوں اور قوانین میں اس قدر گم ہو کر رہ گیا کہ خدا کی ہستی پر میرا ایمان جاتا رہا۔ یہ تمام کی علامتیں۔ سائنسی اصول اور ضابطے میری نگاہ میں اس دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کو سمجھنے کے لئے کافی تھے۔ الغرض مادی نقطۂ نگاہ مجھ پر غالب آ گیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ ایمان کی رہی سہی متاع مادیت کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھے بغیر نہ رہے گی۔

عیسائیت سے بیزاری

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے جناب رائیٹس نے کہا۔ باطنی کشمکش کے اس مرحلہ پر مجھے خیال آیا کہ ایمان کی دولت کو جس حد تک بچانا ممکن ہو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے اپنے آبائی مذہب یعنی عیسائیت کا مطالعہ شروع کیا۔ لیکن عیسائیت کی غیر منطقی تعلیم مجھے قطعاً مطمئن نہ کر سکی۔ بالخصوص تثلیث اور پیدائشی طور پر انسان کے گناہ میں ملوث ہونے کا عقیدہ مجھے سب سے زیادہ غیر معقول اور عقل سے کوسوں دور نظر آیا۔ مزید برآں جو چیز عیسائیت سے اور زیادہ مایوس ہو جانے کا موجب ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے دیکھا کہ انجیل جس مسیح کو پیش کرتی ہے وہ تو صرف یہودیوں کے لئے آیا تھا۔ باقی دنیا سے اسے کوئی سروکار نہ تھا حتی کہ جب غیر قوم کا کوئی فرد اس کے پاس آیا۔ تو اس نے اسے دھتکارتے ہوئے واپس لوٹا دیا۔ اور اس کی روحانی تشنگی دور کرنے میں اس کی کوئی مدد نہ کی۔ یہ بات میخ کی طرح میرے دل میں گڑ گئی کہ عیسائیت مجھے روحانی ہلاکت سے نہیں بچا سکتی۔ اس طرح عیسائیت پر ایمان کا آخری ذرہ بھی یکدم معدوم ہو گیا۔ اب میں برہنہ انسان کی طرح تھا۔ یعنی ایک ایسے انسان کی طرح جس کا نہ کوئی مذہب تھا اور نہ زندگی کا کوئی منتہائے مقصود۔ عیسائیت سے مایوس ہو جانے کے بعد جو حالت رونما ہوئی۔ وہ بھی میرے لئے تسلی اور اطمینان کا موجب نہ تھی اس کے نتیجہ میں باطنی خلش ختم تو کیا ہوتی کچھ زیادہ ہی تیز ہو گئی۔

تلاشِ حق کی مزید جدوجہد

باطنی کشمکش اور تلاشِ حق کی جدوجہد پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا۔ اس کے بعد میں شوپنہور۔ اور فریڈرک نٹشے وغیرہ فلاسفروں کے نظریات کی طرف متوجہ ہوا۔ زندگی اور سماج کے متعلق ان کے منفی قسم کے یاس انگیز نظریات مجھے مطمئن نہ کر سکے کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایسی زندگی جو محض مادی ضروریات کی تکمیل سے عبارت ہو کوئی قابلِ قدر چیز نہیں ہے۔ اور نہ اس قابل ہے کہ اسے دوام بخشنے کے لئے تگ و دو کی جائے۔ پھر اسی دوران میں مجھے ایسے لوگ نظر آئے جنہیں دوسری جنگِ عظیم نے لولا اور اپاہج کر چھوڑا تھا اور وہ مر مر کر اپنی زندگی گذارنے پر مجبور تھے۔ ایسے نابینا بھی میں نے دیکھے جن کے نزدیک دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور جو بے چارگی کے عالم میں ٹٹول ٹٹول کر راستہ چل رہے تھے۔ پھر شادی شدہ لوگوں کی ازدواجی زندگی کے تلخ واقعات اور ناچاقیوں کے قصے بھی میرے کانوں میں پڑے۔ ان حالات میں مجھے یوں معلوم ہوا کہ زندگی دکھ اور درد کے سوا کچھ نہیں ہے

اسلام کی طرف راہ نمائی

جناب امین رائیٹس نے نت نئے تجربات اور ان کے ردّ عمل کا ذکر کرتے ہوئے مزید کہا۔ اسی ادھیڑ بُن میں ایک اور خیال دل کی گہرائیوں سے اٹھا اور وہ یہ تھا کہ اس دکھ درد۔ قنوطیت اور مایوسی کا کوئی نہ کوئی مداوا ضرور ہونا چاہیئے۔ اس خیال نے قلب و ذہن کو پھر اس طرف متوجہ کیا کہ اگر انسان اپنی سی کوشش کرے تو وہ اس زندگی کو خوشی اور مسرت سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ لازوال خوشی کے حصول میں راہ نمائی کس سے حاصل کی جائے؟ اس کا ایک ہی جواب نظر آتا تھا۔ اور وہ تھا کہ مذہب سے۔ اس پر مزید سوال پیدا ہوا کہ کس مذہب سے؟ اس سوال اور اس کے مقتضیات نے ایک دفعہ پھر میرے اندر خدا کو پانے کی تڑپ پیدا کر دی۔ اور میں سچے مذہب کی تلاش میں لگ گیا۔ ایک بار پھر عیسائیت کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ نتیجہ بے اطمینانی کے سوا کچھ نہ نکلا۔ کنفیوشس اور گوتم بدھ کی تعلیم بھی دیکھی۔ اور اسی طرح اپنشد کی تعلیم کے بعض حصے بھی دیکھے۔ ہر ایک کے متعلق دل نے یہی فیصلہ کیا کہ میرا مذہب یہ نہیں ہو سکتا۔ بالآخر قرآن مجید کا جرمن ترجمہ اشاعت کردہ جماعت احمدیہ حاصل کیا اور اسے اول سے آخر تک بغور پڑھا اس کی انتہائی روادارانہ معقول اور قابلِ عمل تعلیم کا دل پر خاص اثر ہوا۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ مذہب موجودہ زمانے میں صحیح رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہے اس کے بعد اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ ہمبورگ کے امریکی مرکزِ اطلاعات میں اسلام کے متعلق

بقیہ ۔۔۔ پر

ایک معزز غیر احمدی دوست کے بعض سوالات کے جوابات

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ بھاگلپور

—— ۲ ——

سوال

"یہ صحیح ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عثمانؓ کو نصیحت فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قمیصِ خلافت پہنائے گا تو تم اسے نہ اُتارنا۔ چونکہ حضرت عثمانؓ عشرہ مبشرہ میں ہیں اس لئے یہ ہدایت خاص ان کے لئے تھی نہ کہ ہر شخص کے لئے جو کسی نہ کسی طرح سے خلیفہ چن لیا جائے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جب صورتِ حال نازک ہو گئی تو حضرت معاویہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ یا تو مدینہ منورہ کی اقامت چھوڑ دیں اور دمشق کو دار الخلافت بنائیں یا مجھے اجازت دیں کہ میں فتنہ پردازوں کا سر قلم کر دوں۔ یا کم سے کم آپ اپنی حفاظت کے لئے ایک حفاظتی فوجی دستہ جس کو میں دمشق سے روانہ کروں اپنے پاس رہنے دیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے تینوں باتیں شانِ خلافت کے منافی سمجھیں کیا اس بناء پر میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ اگر کوئی خلیفہ دار الخلافت کو دنیاوی پریشانیوں کے باعث چھوڑ دے یا کوئی حفاظتی دستہ اپنی جان کی حفاظت کرنے کو رکھ لے تو وہ خلافت کا اہل نہیں رہیگا؟

الجواب

عشرہ مبشرہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے قمیصِ خلافت نہ اُتارنے کی وجہ آپؓ کے عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ آپ نے اپنے اس خیال کی تائید میں کوئی استشہاد پیش نہیں کیا اور نہ ہی پیش کر سکتے ہیں۔ بلکہ آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہونے کی بناء پر ہی قمیصِ خلافت کو اُتارنے سے انکار فرمایا تھا خلفاءِ راشدین یا خود رسول کریم صلعم یا مستند اسلامی لٹریچر میں سے آپ ہرگز استشہاد پیش نہیں کر سکتے کہ خلفاءِ راشدین اس لئے معزول نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ لیکن اس کے برعکس قرآن کریم حدیث شریف سنتِ خلفاءِ راشدین سے یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بنایا کرتا ہے۔ اس لئے عوام تو درکنار خلیفہ خود بھی خلافت سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو

۱۔ آیت استخلاف۔ لیستخلفنھم یعنی اللہ تعالیٰ ان میں ضرور خلیفہ بنائیگا۔

۲۔ ان اللہ عزّ وجل مقمصک (مسند احمد بن حنبل) یعنی اللہ تعالیٰ تجھے (مراد حضرت عثمانؓ) خلعتِ خلافت پہنائے گا۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کا قول وقد استخلف اللہ علیکم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خلیفہ بنایا ہے

۴۔ حضرت عثمانؓ کا فتنہ کے موقعہ پر مخالفین کو جواب:۔
"جو خدا تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے
اسے میں پھینک نہیں سکتا"

۵۔ حضرت علی کا خوارج کے مطالبہ پر خلافت سے معزول ہونے سے انکار۔

۶۔ سنّت خلفاء راشدین اس پر شاہدِ ناطق ہے کہ نہ عوام مل کر خلیفۂ وقت کو معزول کرنے میں کامیاب ہو سکے اور نہ خلیفہ وقت خود سے خلافت سے دستبردار ہوئے۔ بلکہ اس کے لئے جان تک دے دی۔

یہ وہ شواہدِ بیّنہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عزلِ خلفاء اس لئے جائز نہیں ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ بنایا کرتا ہے اس لئے کوئی انسان اسے معزول نہیں کر سکتا

اگر اب بھی آپ کو اس بات پر اصرار ہو کہ خلیفۂ وقت کے معزول نہ ہونے کی اصل وجہ عشرہ مبشرہ تھی اور یہ وجہ نہیں تھی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے اس لئے انسان اسے معزول نہیں کر سکتا تو آپ کو بھی مسلّمہ فریقین اپنے دعویٰ کی تائید میں اسی قدر استشہاد پیش کرنا چاہیئے جس قدر میں نے پیش کیا ہے۔

خلافت کے دو دور باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ

"یہ ہدایت خاص ان کے لئے تھی
نہ کہ ہر شخص کے لئے جو کسی نہ کسی
طرح سے خلیفہ چن لیا جائے"

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول مقبول صلعم نے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے دو دور مقرر فرمائے ہیں پہلے دور کو اپنے معاً بعد قرار دیا ہے اور دوسرے دور کا قیام ملکاً عاضاً کے بعد بیان فرمایا ہے یعنی حضرت مہدی معہود مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ اس خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام مقدر تھا۔ اور جماعتِ احمدیہ کی خلافت رسول کریم صلعم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے دوسرے دور سے تعلق رکھتی ہے۔ فلا اعتراض علیہ۔

شانِ خلافت آپ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہ کا مکالمہ تحریر فرما کر لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے تینوں باتیں شانِ خلافت کے منافی سمجھیں۔ اس میں بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہ کے مشوروں کا الگ الگ جواب دیا ہے اور کسی ایک کو بھی شانِ خلافت کے خلاف قرار نہیں دیا حضرت عثمانؓ نے جگہ بدلنے کے متعلق تو حضرت معاویہ کو یہ جواب دیا کہ "میں رسول کریم صلعم کی ہمسائیگی کو کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتا خواہ جسم کی دھجیاں اڑا دی جائیں" اور فوجی دستہ کے مقرر کرنے کے متعلق فرمایا "نہ میں عثمان کی جان کی حفاظت کے لئے اس قدر بوجھ بیت المال پر ڈال سکتا ہوں اور نہ یہ پسند کر سکتا ہوں کہ مدینہ کے لوگوں کو فوج رکھ کر تنگی میں ڈالوں"۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ان مشوروں کو کبھی بھی شانِ خلافت کے منافی قرار نہیں دیا۔ بلکہ حالاتِ وقت بعض مجبوریوں کا اظہار فرما کر اپنی ذاتی رائے بیان کر دی ورنہ حضرت معاویہ کا مشورہ عقل و نقل کے مطابق بھی شانِ خلافت کے منافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جس کے ثبوت مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ ہر حکومت ایسے باغیوں کو طاقت کے زور سے دبا دیتی ہے جو ملک میں لاقانونیت پھیلا کر نظامِ حکومت کو درہم برہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس بات میں وہ خلیفے بھی مستثنےٰ نہیں جو ظاہری حکومت کے بھی سربراہ ہوتے ہیں۔ اس کا ثبوت ہمیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ابتدائے خلافت میں ملتا ہے جب کہ آپ نے حکومت کے باغیوں کو قرار واقعی سزائیں دیکر نظامِ حکومت کو بڑی سختی سے قائم فرما دیا۔

۲۔ خلیفہ کا دار الخلافت کو بدلنا بھی شانِ خلافت کے منافی نہیں کیونکہ ہجرت کرنا سنّتِ انبیاء ہے

۳۔ حفاظتی دستہ ایک بڑی ہستی کے لئے عند الضرورت مقرر کرنا بھی شانِ خلافت کے منافی نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول کریم صلعم جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کی سازشِ قتل سے محفوظ رکھے گا اس وعدہ کے باوجود جب کبھی جنگ میں خطرہ کی صورت پیدا ہوتی تو صحابہ کرام دیوانہ وار رسول کریم صلعم کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانوں کی قربانی دیتے اور حضورؐ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں کھڑے ہو کر دشمن کا مقابلہ کرتے اس کے بعد جب اسلام ملک عرب میں عام پھیل گیا اور خطرہ باقی نہ رہا تو اس قسم کی حفاظت کی ضرورت نہ سمجھی گئی لیکن جب حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتنہ انتہائی صورت اختیار کر گیا تو حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے مقرب صحابہؓ نے اپنے جگر گوشوں کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا جنہوں نے فتنہ پردازوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لہٰذا حفاظت کا انتظام کرنا شانِ خلافت کے منافی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قوم کا یہ فرض ہوتا ہے کہ خطرے کے موقعہ پر اپنے لیڈر کے لئے جہاں تک ہو سکے حفاظتی تدابیر اختیار کرے کیونکہ وہ قوم کی کامیابی کے لئے مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور سخت بدبخت اور راندۂ درگاہ ہے وہ قوم جو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی طرح اپنے لیڈر کو یہ جواب دے کہ فاذھب انت وربک فقاتلا انّا ھٰھنا قاعدون۔ یعنی جا تو اور تیرا رب دشمن کا مقابلہ کرتے پھرو ہم تو اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔

۴۔ رسولِ کریم صلعم فرماتے ہیں کہ مومن کبھی ایک بل سے دو دفعہ ڈسا نہیں جاتا۔ اور خلافت کے دورِ اوّل میں خلفاء راشدین میں سے تین خلفاء کا پے در پے مخالفین اور منافقین کے ہاتھوں شہید ہو جانا ہمارے ہوشیار کرنے کے لئے ایک تازیانہ ہے کہ ہم اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں اور جہاں تک ہم سے ہو سکتا ہو حفاظتی تدابیر کو اختیار کریں۔

بہر حال

۱۔ حضرت معاویہؓ کے مشورہ کو حضرت عثمانؓ نے شانِ خلافت کے منافی قرار نہیں دیا۔ بلکہ مشورہ قبول نہ کرنے کی بعض دوسری وجوہات بیان کی ہیں۔

۲۔ عقل و نقل سے ثابت ہے کہ حضرت معاویہ کا مشورہ اسلامی تعلیم کے مطابق تھا

۳۔ اکابر صحابہؓ نے عند الضرورت اپنے جگر گوشوں کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔

۴۔ خلفاءِ راشدین میں سے تین کا پے در پے مخالفین اور منافقین کے ہاتھوں شہید ہو جانا مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ اپنے لیڈر کے لئے حفاظتی تدابیر اختیار کرنا ان کا اوّلیں فرض ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی موجودگی میں آپ کا یہ پوچھنا کہ

"اگر کوئی خلیفہ دار الخلافت کو دنیاوی
پریشانیوں کے باعث چھوڑ دے یا کوئی
حفاظتی دستہ اپنی جان کی حفاظت کو رکھ
لے تو وہ خلافت کا اہل نہیں رہیگا"

کس طرح درست ہو سکتا ہے اور پھر اس کو عزلِ خلافت کے ساتھ تطبیق دینا کس قدر ستم ظریفی ہوگی ؎
یہاں قدرت وہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(باقی)

ضروری اعلان

احباب جماعت ہندوستان کے نام

ایک شخص عبدالکریم عاصی ساکن رام پورہ (مدھیہ بھارت) سے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ بعض احباب جماعت سے اپنی حقیقی یا فرضی تکالیف بتا کر روپے قرض لیتے ہیں اور ادائیگی نہیں کرتے۔ انہوں نے مرکز سے بھی کچھ رقم بطور قرض حاصل کی ہے لیکن تاحال واپس نہیں کی۔ احباب ان سے محتاط رہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواست دعا

مکرم مرزا امیر بیگ صاحب احمدی آف گونڈہ (یو پی) کی طرف سے مبلغ -/۲۵ روپیہ برائے اشاعت سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان ہندی وصول ہوئے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اسی طرح مکرم مرزا صاحب موصوف کی طرف سے مبلغ -/۵، روپیہ کی رقم بکرے برائے درویشان قادیان اور مبلغ -/۲۴ روپیہ کی رقم برائے تقسیم مٹھائی طلباء و طالبات قادیان موصول ہوئی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے مال و اخلاص اور کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دعائے مغفرت

مرزا میع الدین احمد صاحب احمدی آف لکھنؤ کی والدہ محترمہ کا انتقال ۲ر فروری ۱۹۵۶ء کو بارہ بنکی میں ہو گیا تھا۔ مرحومہ مرزا کبیر الدین صاحب لکھنوی صحابی کی اہلیہ تھیں۔ نماز جنازہ ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے پڑھائی تھی۔ مرحومہ چونکہ احمدی تھیں اس لئے مرحومہ کا جنازہ غائب قادیان میں پڑھا گیا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

فہرست چندہ سیرت آنحضرت صلعم (ہندی)

از نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

روپیہ / آنہ

۱۔ مرزا امیر بیگ صاحب گونڈہ -/۲۵
۲۔ مستری محمد حسین صاحب درویش قادیان -/۱۰
۳۔ سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنت کنٹہ -/۱۰۰
۴۔ محمد عبدالکریم نور صاحب دیودرگ -/۱
۵۔ محمد اسماعیل صاحب " -/۲
۶۔ سیٹھ عبدالکریم " -/۵
۷۔ شیخ سعید صاحب عرب غیر احمدی " -/۵
۸۔ اہلیہ محبوب صاحب " -/۵
۹۔ عبدالغنی صاحب شاکر " -/۵
۱۰۔ سالم صاحب " -/۲
۱۱۔ ابراہیم صاحب " -/۲
۱۲۔ عبدالرحمٰن صاحب موڈے " -/۸
۱۳۔ حمیدہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ بھاگلپور -/۸
۱۴۔ جمیلہ خانم صاحبہ سیکرٹری " -/۱
۱۵۔ عزیزہ خانم صاحبہ " -/۴
۱۶۔ اہلیہ محبوب الحسن صاحب معہ دختران " -/۵
۱۷۔ والدہ فضل صاحبہ " -/۴
۱۸۔ اہلیہ احمد رضا خان صاحب " -/۸
۱۹۔ شفقت بنت " " -/۲
۲۰۔ شاہدہ بیگم صاحبہ بنت "
۲۱۔ اہلیہ عبدالسلام صاحب بھاگلپور -/۱
۲۲۔ نوشاد بنت " -/۸
۲۳۔ محمودہ بیگم صاحبہ " -/۲
۲۴۔ انوری بیگم اہلیہ اظہر حسین صاحب " -/۲
۲۵۔ صالحہ بیگم بنت " -/۲
۲۶۔ اہلیہ شاہ شکیل احمد " -/۱
۲۷۔ طلعت بنت " -/۴
۲۸۔ نادرہ بیگم " -/۴
۲۹۔ اہلیہ صاحبہ سعد بن طریف " -/۲
۳۰۔ اہلیہ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب " -/۸
۳۱۔ اہلیہ ڈاکٹر محمد یونس صاحب " -/۵
۳۲۔ اہلیہ محمود الحسن صاحب " -/۸
۳۳۔ صدیق امیر علی صاحب موگرال -/۱۰۰
۳۴۔ جماعت یادگیر معرفت مولوی محمد اسماعیل -/۲۱۰
۳۵۔ شبیر علی صاحب غیر احمدی مغل سرائے -/۱۰
۳۶۔ نعیر الدین احمد صاحب وکیل بیگو سرائے -/۵
۳۷۔ سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر -/۱۵
۳۸۔ سید مدار صاحب شیموگہ -/۱۰
۳۹۔ رحمت اللہ صاحب تیماپور -/۵
۴۰۔ سیٹھ محمد اسماعیل صاحب چنت کنٹہ -/۵

فہرست چندہ سیرت آنحضرت صلعم (ہندی)

مرسلہ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان

روپیہ / آنہ

۱۔ والدہ فضل احمد صاحب قادیان -/۴
۲۔ سارہ اہلیہ محمد ... -/۱
۳۔ ... اہلیہ ... الزہرہ -/۱
۴۔ ... اہلیہ ... الدین صاحب ... -/۱
۵۔ ... اہلیہ بشیر احمد صاحب ... -/۸
۶۔ ... اہلیہ محمد احمد صاحب نسیم -/۴
۷۔ حلیمہ خاتون اہلیہ شمس العارفین صاحب " -/۴
۸۔ امۃ اللہ ... اہلیہ فضل الرحمٰن صاحب " -/۴
۹۔ مبارکہ اہلیہ حافظ اللہ دین " -/۱
۱۰۔ نصیر الدین ... " -/۱
۱۱۔ سمیعہ اہلیہ گل بی عبداللطیف " -/۲
۱۲۔ ریحہ خانم اہلیہ مستری ہدایت اللہ " -/۴
۱۳۔ آمنہ اہلیہ مرزا بشیر احمد " -/۴
۱۴۔ امۃ الکلثوم اہلیہ محمد ابراہیم شیلر " -/۸
۱۵۔ فضل بی بی اہلیہ عبداللہ ناشی " -/۴
۱۶۔ امۃ الحفیظ اہلیہ بشیر احمد ناصرہ " -/۱
۱۷۔ امۃ الرحمٰن اہلیہ محمد ... " -/۸
۱۸۔ امۃ الوحید بنت " -/۴
۱۹۔ امۃ الحفیظ اہلیہ گل بی بشیر احمد " -/۴
۲۰۔ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ -/۱
۲۱۔ بشیر النساء صاحبہ ... -/۱
۲۲۔ معراج سلطانہ اہلیہ بدر الدین عامل صاحب -/۲
۲۳۔ صغریٰ بیگم اہلیہ دین محمد صاحب " -/۴
۲۴۔ امۃ القیوم اہلیہ عبدالقدیر صاحب قادیان -/۴
۲۵۔ ناجرہ اہلیہ مستری ... " -/۴
۲۶۔ فاطمہ اہلیہ مستری ... " -/۴
۲۷۔ اختر النساء اہلیہ بشیر احمد " -/۲
۲۸۔ اہلیہ حضرت حافظ عبدالرحمٰن " -/۴
۲۹۔ عطیہ اہلیہ بشیر احمد صاحب خادم " -/۲
۳۰۔ امۃ اللہ بیگم اہلیہ صلاح الدین " -/۱
۳۱۔ زہرا بیگم اہلیہ فضل الٰہی خان " -/۲
۳۲۔ عصمت بانو اہلیہ مولوی عمر علی " -/۴
۳۳۔ عائشہ بی بی اہلیہ ... جلال الدین " -/۱
۳۴۔ رشیدہ اہلیہ مولوی محمد ابراہیم " -/۴
۳۵۔ ہدایت بی بی اہلیہ محمد احمد " -/۴
۳۶۔ رشیدہ اہلیہ غلام قادر " -/۴
۳۷۔ احمد زادی اہلیہ مظہر حسین " -/۲
۳۸۔ ہاجرہ اہلیہ فتح محمد " -/۴
۳۹۔ زبیدہ بیگم اہلیہ ... خلیل احمد " -/۱
۴۰۔ ... اہلیہ ... احمد " -/۴
۴۱۔ زبیدہ بیگم ... عبدالحق " -/۸
۴۲۔ آمنہ بیگم اہلیہ خضر محمد " -/۴

میزان ۱۷/۱۱

۴۱۔ مولوی عبدالعلیم صاحب بھاگلپور -/۱۲
۴۲۔ سید زادہ حسین صاحب اوری -/۵
۴۳۔ سیٹھ نذیر محمد صاحب غیر احمدی شولاپور -/۱۰
۴۴۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان ۴/۹
۴۵۔ کے جی عبدالرحیم صاحب کالیکٹ -/۱۶
۴۶۔ سیکرٹری صاحبہ لجنہ قادیان -/۴
۴۷۔ سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رائچور -/۲۵
۴۸۔ عبدالرحیم صاحب تیماپور -/۱
۴۹۔ محمود احمد صاحب " -/۱
۵۰۔ احمد حسین صاحب وکیل " -/۱
۵۱۔ ابراہیم صاحب سحر " -/۴
۵۲۔ عبداللہ صاحب ... -/۸
۵۳۔ مقبول احمد صاحب " -/۴
۵۴۔ منیر احمد صاحب " -/۸
۵۵۔ نذیر احمد صاحب " -/۴
۵۶۔ ابراہیم صاحب کرنول " -/۴
۵۷۔ بشیر احمد صاحب -/۸
۵۸۔ محی الدین کنجو صاحب کرناگاپلی -/۵
۵۹۔ رالو بیگم صاحبہ " -/۳
۶۰۔ زبیدہ بیگم صاحبہ " -/۲
۶۱۔ عابدہ بیگم صاحبہ " -/۲
۶۲۔ شریف احمد صاحب " -/۲
۶۳۔ جمیل احمد صاحب " -/۲
۶۴۔ صدیق احمد صاحب " -/۲
۶۵۔ ایم۔ اے عبدالقادر صاحب " -/۳
۶۶۔ شیر احمد صاحب " -/۲
۶۷۔ حفصہ بیگم صاحبہ " -/۲
۶۸۔ سلیم Q.A. صاحب " -/۱
۶۹۔ مہدی " -/۱
۷۰۔ مسلمہ بیگم صاحبہ " -/۱
۷۱۔ سلمہ بیگم صاحبہ " -/۱
۷۲۔ حامد " -/۱
۷۳۔ وسیم احمد صاحب " -/۱

دفتر مینجر بدر

... [illegible]

چنت ... [illegible]

ضروری تصحیح

۲۷ر جون ۵۶ء کے اخبار بدر میں ... [illegible] از لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور غلطی سے ... روپیہ شائع ... [illegible] ... تصحیح فرمالیں۔

خبریں

جنیوا - ۱۲ جولائی - کل سال اسمٰعیلی فرقہ کے رہنما سر آغا خاں ۷۹ سال کی عمر میں وفات پا گئے - انہیں ان کی وصیت کے مطابق مصر کے بالائی علاقہ میں دفن کیا جائیگا - شہزادہ کریم ان کے جانشین مقرر ہوئے ہیں -

نئی دہلی ۱۵ جولائی - بھارت کے وزیر اعظم پنڈت نہرو سکنڈے نیویا - برطانیہ - مصر اور سوڈان کا ایک ماہ کا دورہ کرنے کے بعد واپس دہلی پہنچ گئے -

پیرس - ۱۳ جولائی - فرانسیسی نیوز ایجنسی کی اطلاع کے مطابق افغانستان کے بادشاہ اور وزیر اعظم کو قتل کرنے کی ایک سازش پکڑی جانے کے بعد افغانستان کے وزیر خزانہ اور ایک فوجی کمانڈر کو برطرف کر کے گرفتار کیا گیا ہے

جالندھر ۱۴ جولائی - ہندی رکھشا اندولن کے سلسلہ میں امن عامہ کے منافی اور قابل اعتراض مضامین اور خبروں کی اشاعت کی بناء پر حکومت پنجاب نے روزنامہ "پرتاپ" جالندھر اور "ویر ارجن" پر یہ پابندی دو ماہ کے لئے عاید کر دی ہے کہ وہ اس تحریک کے بارہ میں کوئی مضمون اور خبر شائع نہ کریں - علاوہ ازیں ان دونو اخبارات کے دہلی سے شائع ہونے والے ایڈیشنوں کا پنجاب میں داخلہ بند کر دیا گیا ہے

نئی دہلی - ۱۱ جولائی - محکمہ ڈاک و تار کے دو لاکھ اسی ہزار ملازمین کی مجوزہ ہڑتال کے بارہ میں مرکزی وزیر ٹرانسپورٹ مسٹر لال بہادر شاستری نے ڈاک و تار کے ملازمین سے اپیل کی ہے کہ وہ صبر سے کام لیں -

قاہرہ ۱۱ جولائی - ریڈیو قاہرہ کے تبصرہ نگار کا کہنا ہے کہ قاہرہ میں مسٹر نہرو اور صدر ناصر کے درمیان مذاکرات کا خاص مقصد مصر اور مغرب کے درمیان تعلقات کو خوشگوار کرنا ہے

جالندھر ۱۵ جولائی - ڈپٹی انسپکٹر جنرل صاحب (سرحد) نے نمائندگان پریس کو بتایا کہ ہندوستان کو سمگلنگ کے ذریعہ ۸ کروڑ روپیہ کا نقصان پہنچ چکا ہے اس سلسلہ میں ضلع امرتسر سے ۱۲۷ - اور ضلع فیروزپور سے ۷۲ گرفتاریاں ہو چکی ہیں - جن میں پولیس کے دو سب انسپکٹر اور دو تین افسر محکمہ کسٹم کے بھی ہیں - ابھی پولیس اور کسٹم کے مزید افسران کی گرفتاریاں متوقع ہیں -

نئی دہلی - ۱۵ جولائی - معلوم ہوا ہے کہ بھارت سرکار نے نہری پانی کے جھگڑے کے بارہ میں عالمی بنک کے وائس پریذیڈنٹ کی حالیہ تجویزوں کے بارہ میں جو جواب تیار کر لیا ہے - اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اس مسئلہ پر اپنی پالیسی واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب تک پاکستان کی حکومت عالمی بنک کی سفارشات منظور نہیں کرے گی اس کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں کی جائے گی -

سری نگر - ۱۴ جولائی - پولیس یہاں تخریب پسندوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اس کے قبضہ سے آتشگیر اشیاء اور اہم کاغذات برآمد کئے ہیں - اس گروہ میں دو پاکستانی باشندے بھی ہیں جو سابق فوجی ہیں - پولیس کا خیال ہے کہ دہلی میں بم اندازی کے لئے بھی یہی گروہ ذمہ دار ہے ... کی سخت نگرانی کی جا رہی ہے

... فوجی امداد کے پروگرام کے تحت پاکستان کو دئے جا رہے ہیں

ہالی وڈ ۱۵ جولائی - امریکی بحری بیڑہ کے دو جیٹ ہوائی جہاز تین گھنٹہ میں لاس اینجلز سے نیویارک تک ۲۴۶۰ میل کا سفر صرف ایک اڑان میں طے کرنے کی کوشش کریں گے -

دہلی - ۱۵ جولائی - آج لوک سبھا میں زبردست سنسنی پھیل گئی - جب کہ ایک شخص نے جعلی طور پر مغربی بنگال کے منتخب شدہ ۹ ممبروں کے ساتھ حلف اٹھایا لیکن جلد ہی یہ بھید کھل گیا کہ وہ لوک سبھا کا ممبر نہیں